خواتین کی وراثت سے محرومی کے اسباب ونتائج کا حل شریعتِ اسلامیہ کی روشنی میں

The solution to the causes and consequences of Women's disinheritance in the light of Islamic Sharia

Snobar Bashir
Lecturer, Department of Islamic Studies, university of poonch, Rawalakot:
snobarbashir6@gmail.com

Dr. Abdul Rehman Khan
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, university of poonch, Rawalakot:
drabdulrehmank@upr.edu.pk

Abstract:
The problem of distribution of inheritance is of special importance because the problems, hardships and comforts of individuals are related to it. In the religion of Islam, the rights of all human beings are taken care of. In the eyes of Islam, the basis of inheritance is kinship. It never ignores what she gives for her siblings, parents, children and husband. Accumulating wealth involves a great deal of help from women. Declared her deserving of inheritance. She was given the authority to keep wealth and property and to dispose of it. The shares of women mentioned in the religion of Islam are not found in other religions and laws. The survival of the human race and the beauty of this universe is established by the existence of the woman. Both the woman and the man are the architects of the human race, and if either one of them is removed, the evolution of the human race will stop there. If a man has many rights because of his position and status, then a woman should also get appropriate rights from her existential point of view. If not more than that, at least a woman is of equal importance.
Keywords: *Islam, Woman, Inheritance, Rights*

مقدمہ:

رسول کریم ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے جو شرک و کفر اور ناشائستگی کا زمانہ لوگوں پر گزرا ہے اس میں جہاں طرح طرح کے جاہلانہ خیالات اور ظالمانہ رسمیں تھیں وہاں ایک پر ستم طریقہ یہ بھی رائج تھا کہ مرنے والے کا

مال صرف مرد لیتے تھے۔ عورتوں، بچوں اور ضعیفوں کو وراثت نہیں ملتی تھی۔ زمانہ جاہلیت میں مجموعی حیثیت سے عورت بدترین مخلوق اور ہر قسم کے جبری وتعدی کا تختہ مشق تھی۔ رفتہ رفتہ اسلام کا نور پھیلنا شروع ہوا تو عورتوں کے حقوق وغیرہ کی بتدریج اصلاح ہو ہی رہی تھی کہ میراث کا نمبر بھی آ گیا۔

میراث کی تقسیم کے مسئلہ کو خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ افراد کی پریشانیاں، تنگی اور آرام اس سے وابستہ ہوتا ہے۔ دین اسلام میں تمام انسانوں کے حقوق کا خیال رکھا گیا ہے۔ اسلام کی نظر میں وراثت کی بنیاد رشتہ داری ہے اسلام عورت کی قربانیوں کو کبھی نظر انداز نہیں کرتا جو وہ اپنے بہن بھائیوں، ماں باپ، اولاد اور شوہر کے لیے دیتی ہے۔ دولت جمع کرنے میں خواتین کی بہت بڑی مدد شامل ہوتی ہے۔ اسلام نے عورت کی بے شمار خدمات، تعاون اور قربانیوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کو وراثت کا مستحق قرار دیا۔ مال و جائیداد رکھنے اور اس میں تصرف کا اختیار دیا۔ عورت کے جن حصص کا تذکرہ دینِ اسلام نے کیا دیگر مذاہب اور قوانین میں اس کی ادنیٰ سی مثال نہیں ملتی۔ عورت کے وجود سے نسل انسانی کی بقاء اور اس کائنات کا حسن قائم ہے۔ عورت اور مرد دونوں نسل انسانی کے معمار ہیں اور ان دونوں سے اگر کسی ایک کو بھی نکال دیا جائے تو نسلِ انسانی کا ارتقاء وہیں رک جائے گا۔ مرد کو اپنے مقام و مرتبے کی وجہ سے اگر بہت سے حقوق حاصل ہیں تو عورت کو بھی اپنے وجودی اعتبار سے مناسب حقوق ملنے چاہئیں۔ اگر ان میں کمی بیشی کی جائے گی تو معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو گا گویا بحیثیت انسان جتنی اہمیت ایک مرد کی ہے اس سے زیادہ نہیں تو کم از کم اتنی ہی اہمیت ایک عورت کی بھی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ﴾[1]

اور مومن عورتیں اور مرد سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں جو بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

(نوٹ: زیر نظر شمارہ سے ماقبل خواتین کی وراثت سے محرومی کے اسباب و مسائل کا تعین کیا گیا تھا اور اب اس کا شرعی و معتدل حل تجویز کیا جارہا ہے۔)

1 - التوبہ:71۔

مذکورہ آیت میں مومنین کی صفات محمودہ کا تزکرہ ہورہا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے دوست، معاون و غم خوار ہوتے ہیں۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

((المؤمن للمؤمن كالبنيان يشدُّ بعضه بعضا)) [2]

مومن، مومن کے لیے ایک دیوار کی طرح ہے جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کی مضبوطی کا ذریعہ ہے۔

زیر نظر مقالے میں خواتین کی وراثت سے محرومی کے اسباب و مسائل کا شرعی و معتدل حل تجویز کرنے کی کوشش کی جائے گی تاکہ لوگوں کو وراثت سے جڑی غلط زہن سازی اور خود ساختہ معاشرتی رسم ورواج سے نجات دلائی جاسکے کیونکہ اسلام نے اخلاقی اور معاشرتی قدروں کو بڑی اہمیت دی ہے۔ دین اسلام میں فرائض، واجبات، حقوق اور ذمہ داریوں پر زور دیا گیا ہے کیونکہ اسلام کا مقصد ہی ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا ہے جہاں باہمی نفرتوں اور کدورتوں سے دور اتفاق اور محبت کا دور دورہ ہو۔

خواتین کی وراثت سے محرومی کے اسباب و نتائج کا حل

☆ تقسیم وراثت کو اہمیت نہ دینے کی شرعی حیثیت:

تقسیم وراثت کو اہمیت نہیں دی جاتی جس کے نتیجے میں جائیداد کی ملکیت ایک فرد کو حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے علم اور حکمت کی بناء پر اس جائیداد کو ایک ہی جگہ پر جمع کرنے اور صرف چند افراد کی عیش و عشرت کا حکم نہیں دیتا بلکہ تصرف اور ملکیت کے حقوق مرنے والے کے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کرنے کا حکم دیتا ہے۔ [3]

---

2 - البخاری، امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب تشبیک الأصابع فی المسجد وغیرہ، دارالسلام والنشر والتوزیع ریاض، ۲۰۰۰ء، رقم الحدیث: ۴۸۱۔

3 - محمد عبد منیب، تقسیم وراثت اور ہمارا معاشرہ، دار لکتب السلفیہ لاہور، ص: ۱۲۔

اللہ رب العزت نے عام طور پر اہل ایمان کو کوئی حکم دیتے ہوئے صرف فعل امر کے ساتھ خطاب کیا ہے لیکن وراثت کے احکام بیان کرتے وقت تاکیدی حکم فرمایا:

﴿یوصیکُم اللہ﴾[4]

اللہ تعالیٰ تمہیں وصیت کرتا ہے۔

یعنی تاکیدی حکم دیتا ہے۔ وصیت کے لفظ کا مفہوم اس طرح بیان کیا گیا ہے:

کوئی شخص کسی پر یہ ذمہ داری ڈالے کہ جب فلاں صورت حال پیش آئے تو وہ فلاں طریقہ یا طرز عمل اختیار کرے۔ اس میں وصیت کرنے والے کی پیش بینی، خیر خواہی اور شفقت کا پہلو بھی مضمر ہوتا ہے اور اس میں ایک عہد اور معاہدے کی ذمہ داری بھی پائی جاتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اس کی فرمانبرداری کی جائے اور نافرمانی سے بچا جائے اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی سزا سے بچنے کے لیے زمین و آسمان کی ہر چیز بھی فدیہ دے دے تو قبول نہ ہوگی جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ﴾[5]

جن لوگوں نے اپنے رب کی بات مانی ان کے لیے اچھا بدلہ ہے اور جنہوں نے اس کی بات نہیں مانی اگر ان کے پاس زمین کی ساری چیزیں ہوں اور ان کے برابر بھی ہوں تو وہ اپنی نجات کے لیے انہیں بطور فدیہ پیش کر دیں ان کا بہت ہی برا حساب ہوگا اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بدترین مقام ہوگا۔

تقسیم وراثت کو اہمیت نہ دینا اور ضروری نہ سمجھنا اللہ تعالیٰ کی کھلم کھلا نافرمانی ہے۔ وراثت ایک تاکیدی حکم ہے جس کے ساتھ انسان کی بقاء اور ترقی وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے روگردانی کرنا اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔

---

4 – النساء:۱۱۔

5 – الرعد:۱۸۔

☆تقسیم وراثت میں کمی بیشی کا تدارک:

ایک شخص فوت ہو جائے تو اس کی وراثت کو تقسیم کرنے کے بجائے مشترک ہی رہنے دیا جاتا ہے اور اگر وراثت تقسیم کی بھی جائے تو حصص میں کمی بیشی کی جاتی ہے۔ بعض اوقات یہ کمی بیشی ذاتی میلان کی بناء پر ہوتی ہے اور من چاہے طریقوں سے وراثت کی تقسیم کی جاتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے جو حصے مرنے والے کے ترکہ میں جن جن رشتہ داروں کے مقرر کر دیے ہیں وہ ایک اٹل قانون ہے اور اس میں کمی بیشی کی قطعا کوئی گنجائش نہیں کوئی شخص یا حکومت یہ حق نہیں رکھتی کہ وہ اپنی مرضی سے ان میں رد وبدل کر دے۔ رب کریم نے اپنے فیصلے کو اٹل مندرجہ ذیل الفاظ میں قرار دیا ہے:

﴿نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾[6]

ہر ایک کاٹے شدہ حصہ ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:

﴿فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾[7]

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ حصے ہیں یقینا اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اکثر کفالت یا کسی اضافی خدمات کی وجہ سے ورثاء کو زیادہ حصہ دے دیا جاتا ہے جو کہ اللہ تعالی کے قانون میں تبدیلی کا ارتکاب ہے ایسی صورت حال میں شریعت متبادل راستہ بتاتی ہے کہ ان ورثاء کے لیے وصیت کر سکتے ہیں لیکن اصل حصص میں کسی تبدیلی کی گنجائش نہیں کیونکہ تقسیم وراثت کے اسلامی احکام کسی انسان کے وضع کردہ نہیں بلکہ کائنات کے حقیقی مالک اور حاکم جس کا کوئی حکم حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہوتا یہ اس ذات کے عطا کردہ ہیں اس لیے یہ انتہائی جامع، فطرت کے عین مطابق اور رحمت ہیں۔ بعض اوقات انسان لالچ کی ذد میں آکر تقسیم وراثت میں تبدیلی کر دیتا ہے تو ایسے گناہ کے مرتکب کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

---

6 - النساء:۷۔

7 - النساء:۱۱۔

﴿ إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ﴾ [8]

یقیناہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل فرمائی تاکہ تم لوگوں میں اس کے مطابق فیصلہ کرو جس سے اللہ نے تم کو شناسا کیا ہے اور خیانت کرنے والوں کے حمایتی نہ بنو۔

تقسیم وراثت میں تبدیلی اور کمی بیشی کا اختیار کسی انسان کو حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی کی بناء پر ورثاء کا حصہ منتخب کرے اور جس کو چاہے محروم کر دے۔ وراثت کی تقسیم کا قانون اٹل ہے۔ اس میں انسان کو فیصلہ سازی کا اختیار نہیں دیا گیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق حصص کی تقسیم ہو گی۔

☆رسم جہیز کی شرعی حیثیت:

معاشرے کی عملی صورت حال کے تحت جہیز کو وراثت کا نعم البدل سمجھا جاتا ہے۔ لوگ جہیز پر ایک کثیر رقم خرچ کرنے کو بیٹی کا حق ادا کرنا سمجھتے ہیں اور بیٹیاں بھی اپنے اور شادی و جہیز کے اخراجات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنا وراثتی حق بھول جاتی ہیں۔ شریعت بیٹیوں میں وراثت کی تقسیم کا حکم دیتی ہے نہ کہ جہیز کا۔ رسم جہیز مسلمان معاشرت اور اسلامی تہذیب و ثقافت پر کافی حد تک اثر انداز ہوتی ہے۔ جس معاشرے سے اس رسم کا ظہور ہوا اس کے بھیانک انجام دیکھ اس پر پابندی لگائی جارہی ہے اور مسلمان معاشرے میں اس کے تحفظ کو دوام بخشا جارہا ہے۔ جہیز کو شادی کا ایک لازمی جز سمجھا جارہا ہے جس کے بغیر شادی کرنا لوگ اپنی توہین سمجھ رہے ہیں جس سے معاشرتی، اخلاقی، معاشی اور نفسیاتی برائیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ یہ مسائل اسلامی تعلیمات سے روگردانی کا نتیجہ ہیں۔ مسلم معاشرے میں جہیز وراثت اور سنت سمجھ کر دیا جاتا ہے۔ جو دراصل حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کی شادی پر نبی کریم ﷺ کی طرف سے دیے جانے والے سامان کے بارے میں مغالطہ کی وجہ سے ہے۔ [9]

---

8 – النساء:۱۰۵۔

9 – مولانا وحید الدین، خاتون اسلام، دار لکتاب فضلی سنز کراچی، ۱۹۹۸ء، ص:۲۳۴۔

اس سلسلے میں جو روایات آتی ہیں وہ یہ ہیں:

((عَنْ عَلِيٍّ رضي اللَّهُ عنه قَالَ جَهَّزَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ بِخَمِيلٍ وَقِرْبَةٍ وَوِسَادَةٍ حَشْوُهَا إِذْخِرٌ))[10]

حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے حضرت فاطمہ کو سامان مہیا کیا ایک چادر، مشکیزے اور ایک تکیہ جس میں اذخر گھاس بھری ہوئی تھی۔

ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں:

((عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَهُمَا فِي خَمِيلٍ لَهُمَا وَالْخَمِيلُ الْقَطِيفَةُ الْبَيْضَاءُ مِنَ الصُّوفِ قَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَهَّزَهُمَا بِهَا وَوِسَادَةٍ مَحْشُوَّةٍ إِذْخِرًا وَقِرْبَةٍ))[11]

حضور ﷺ حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے پاس تشریف لائے اور وہ دونوں ایک سفید اونی چادر میں تھے جو آپ ﷺ نے انہیں عنایت کی تھی۔

مختلف سیرت نگاروں کے مطابق حضرت فاطمہ کا جہیز جو جن اشیاء ضروری پر مشتمل تھا وہ درج ذیل تھیں:

ایک سفید قمیض، ایک بڑی چادر سر ڈھانپنے کے لیے، ایک سیاہ خیری حلہ، ایک چارپائی جو کھجور کے لیف سے بنی تھی، ایک عدد چٹائی، دستی چکی، ایک تانبہ کا پیالہ، پانی بھرنے کے لیے ایک چمڑے کی مشک، دو کوزے، ایک عدد لوٹا، ایک مٹی کا برتن جسے صراحی (سبو) کہتے ہیں۔[12]

حضرت علی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت فاطمہ سے شادی کی درخواست کی تو نبی ﷺ نے فرمایا تمھارے پاس حق مہر کے لیے کیا ہے تو حضرت علی نے فرمایا کچھ بھی نہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی زرہ بیچ کر

---

10 - نسائی، احمد بن شعیب، سنن نسائی، کتاب النکاح، باب جھاز الرجل ابنتہ، دار لکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۳۱ء، رقم الحدیث: ۳۳۸۶۔

11 - ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن ابن ماجہ، کتاب الفرائض، باب من لاوارث لہ، دار الحیاء اثرات العربیہ بیروت، ۲۰۰۰ء، رقم الحدیث: ۲۷۴۱۔

12 - محمد یوسف کاندھلوی، حیاۃ الصحابہ، دار الکلم کراچی، ص: ۶۵۹۔

میری طرف کرو تا کہ میں تمہارے لیے اور اپنی بیٹی فاطمہ کے لیے وہ سامان تیار کروں جس کی تمہیں ضرورت ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زرہ ۴۸۰ درہم کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیچ دی اور رقم نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کر دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے زرہ خریدی بعد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کو ہدیہ کر دی۔[13]

جہیز کا شریعت اسلامی میں کوئی تصور نہیں پایا جاتا جبکہ مردوں کے ساتھ خواتین کی وراثت کے احکامات اور حصص تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے:

﴿ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ﴾[14]

اللہ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کی میراث کے بارے میں کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔

مذکورہ بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جہیز نہ تو سنت ہے اور نہ وراثت کا نعم البدل۔ حضور ﷺ کی حضرت فاطمہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور بھی تھیں مگر کسی کے بارے میں ایسی روایت نہیں ملتی۔ حضرت فاطمہ کو جو چیزیں دی گئیں ان کی قیمت حضرت علی نے اپنی زرہ بیچ کر چکائی۔ جہیز کی شریعت میں کوئی حیثیت ثابت نہیں اور وراثت کی اہمیت اور تفصیل شریعت میں واضح ہے مگر اس کو بھلا دیا گیا۔ جہیز دینا وراثت کی ادائیگی بالکل نہیں ہے۔ کیونکہ وراثت مرنے کے بعد تقسیم ہوتی ہے زندگی میں جو بھی دیں گے وہ تحفہ ہو گا۔ لہٰذا اسلام رسم جہیز کے برعکس وراثت کا حکم دیتا ہے۔ جہیز دیں یا نہ دیں وراثت ضروری ہے۔

☆ حقیقی ورثاء (خواتین) کو وراثت سے محروم رکھنے کی شرعی حیثیت:

ہمارے معاشرے میں خواتین کو حیلے بہانوں اور نسلی امتیاز کی بناء پر اس کے شرعی اور جائز وراثتی حق سے محروم رکھا

---

13 – قسطلانی، مواھب الدنیہ، المکتبہ اسلامی، ۱۹۹۱ء، جلد اول ص: ۳۸۴۔

14 – النساء؛۱۱۔

جاتا ہے مگر شریعت کی روشنی میں مرد اور عورت انسانی حیثیت سے برابر ہیں۔ مرد اور عورت دونوں کا معاشرتی کردار اور دائرہ کار مختلف ہے مگر تقویٰ اور پرہیز گاری کے اعتبار سے مرد اور عورت کے درجات میں کوئی فرق نہیں۔[15]

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا﴾[16]

اور جو کوئی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت تو ایسے ہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور رائی برابر بھی ان کی حق تلفی نہ ہو گی۔

مرد کے مقام و مرتبہ کو دنیاوی اعتبار سے فوقیت دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس پر لازم ہے کہ وہ عورت کو اس کے تمام حقوق ادا کرے مگر عورت کا حقِ وراثت جو انتہائی اہمیت رکھتا ہے اس کو اس سے محروم رکھا جاتا ہے۔ قرآن کریم نے بیٹی کا حصہ بیٹے کے حصے سے نصف رکھا ہے ان کو اس حصے سے محروم رکھنا کبیرہ گناہ ہے جو چیز شریعت نے مقرر کی ہے اس میں ردوبدل کا کسی کو اختیار نہیں۔ جو لوگ اس حکمِ خداوندی کے خلاف کریں گے وہ سزائے آخرت کے مستحق ہوں گے اور ان کو اس کا معاوضہ قیامت کے دن ادا کرنا پڑے گا۔ بہن بیٹیوں کو حیلے بہانے بنا کر یا غلط رسم و رواج کی آڑ میں وراثت کے حق سے محروم کرنا رشتہ داروں کا حق کھانا اور ان کے ساتھ ناانصافی کرنا ہے۔[17]

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾[18]

---

15 – امام مسلم، ابوالحسن مسلم بن حجاج القشیری (محولہ بالا)، رقم الحدیث:۶۵۸۶۔

16 – النساء:۱۲۴۔

17 – مولانا یوسف لدھیانوی، آپ کے مسائل اور ان کا حل، مکتبہ لدھیانوی کراچی، ۱۹۹۵ء، جلد ششم، ص:۳۰۴۔

18 – النحل:۹۰۔

اللہ تعالیٰ عدل اور قرابت داروں کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں اور ظلم و زیادتی سے روکتا ہے۔ وہ خود تمہیں نصیحتیں کر رہا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرابت داروں کی حق تلفی گناہِ کبیرہ ہے۔ مختلف ہتھکنڈے استعمال کرتے ہوئے ان کو کسی حق سے محروم کرنا سراسر جہالت ہے رشتہ داروں اور اولاد وغیرہ میں مساوات قائم کرنا اللہ تعالیٰ کا تاکیدی حکم ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ))[19]

اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے بچوں میں عدل ومساوات کا معاملہ کرو۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ عَلَى يَمِينِ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا قَالَ مُحَمَّدٌ فِي حَدِيثِهِ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ))[20]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انصاف کرنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کے یہاں نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے دائیں طرف ہوں گے وہ لوگ جو اپنی سلطنتوں میں انصاف کرتے ہیں۔ اپنے گھر والوں میں انصاف کرتے ہیں اور جن جن معاملات میں وہ بااختیار ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ))[21]

جو کوئی یہ چاہے کہ اس کے رزق میں فراخی اور کشادگی ہو اور اس کے قدم دنیا میں تادیر رہیں تو وہ اہلِ قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

---

19 – البخاری، امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل (محولہ بالا)، کتاب الھبہ، رقم الحدیث: ۲۵۸۷۔

20 – نسائی، احمد بن شعیب (محولہ بالا)، کتاب آداب القضاء، باب فضل الحاکم العادل فی حکمہ، رقم الحدیث: ۵۳۸۱۔

21 – البخاری، امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل (محولہ بالا)، کتاب الادب، باب من بسط لہ فی رزقہ بصلۃ الرحیم، رقم الحدیث: ۵۹۸۵۔

پھر فرمایا:

((مَثَلُ الْمُؤْمنينَ في تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وتعاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى منهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَه سَائِرُ الْجَسَدِ بالسَّهَرِ والْحُمَّى))[22]

مومنین کی آپس میں مثال محبت اور مہربانی کرتے ہوئے ایک جسم کی طرح ہے کہ جب ایک عضہ کو تکلیف ہوتی ہے تو سارے جسم کے اعضاء بے خوابی اور بخار کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔

ایک صحت مند اور پرامن معاشرہ وجود میں لانے کے لیے عدل و انصاف اور صلہ رحمی بہت ضروری ہے۔ اختلاف و انتشار کا خاتمہ اور لوگوں میں پیار و محبت کی فضا پیدا کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے۔ معاشرے میں اس کو مد نظر نہیں رکھا جاتا جس سے لوگوں میں نفرتیں اور کدورتیں پیدا ہو رہی ہیں اور معاشرتی توازن خراب ہو رہا ہے۔ وراثت کو ایک یا چند افراد کی ملکیت میں رکھنا اور ورثاء میں تقسیم نہ کرنا خاص طور پر عورتوں میں جس سے ان میں ضرورتیں پوری نہ ہونے کی وجہ سے حسد، جلن، ڈپریشن اور دیگر برائیاں جنم لے رہی ہیں۔

فرد مناسب معاشرتی اجزاء حاصل کرنے کا حق رکھتے ہوئے بھی اس سے محروم رہتا ہے اور اس طرح معاشرتی پیچیدگی زہنی علالت کا سبب بنتی ہے۔[23]

کسی وارث کی میراث ختم کرنے کے حوالے سے حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَرَّ مِنْ مِيرَاثِ وَارِثِهِ قَطَعَ اللَّهُ مِيرَاثَهُ مِنْ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))[24]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے کسی وارث کی میراث ختم کرے گا تو اللہ رب العزت اس کی قیامت کے دن جنت والی میراث ختم کر دیں گے۔

---

22 – امام مسلم، ابو الحسن مسلم بن حجاج القشیری (محولہ بالا)، کتاب البر والصلۃ والادب، رقم الحدیث: ۶۵۸۶۔

23 – طارق محمود مغل، معاشرتی نفسیات، دار الکتاب اردو سائنس بورڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص: ۴۳۳۔

24 – ابن ماجہ، امام ابو عبد اللہ یزید ابن ماجہ (محولہ بالا)، کتاب الوصایا، باب الحیف فی الوصیۃ رقم الحدیث: ۲۷۰۳۔

☆حب مال کا شرعی حل:

دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے دنیوی اسباب اور مال و دولت کے بغیر گزارہ ممکن نہیں ہو سکتا۔ مالی تنگی کے سبب ایمانی تقاضوں کی تکمیل بھی مشکل ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو مال و دولت سے منع نہیں فرمایا بلکہ یہ ساری چیزیں انسان کے فائدے کے لیے پیدا کیں بشرطیکہ مال کے آنے اور جانے کا راستہ درست اور حلال ہو۔ مگر فکر آخرت سے فراموشی کے سبب مال کی محبت میں انسان اندھا ہو کر رہ جاتا ہے اور دوسروں کا مال بھی سمیٹ کر کھا جاتا ہے۔ حرص اور حب دنیا میں مبتلا ہو کر انسان وراثت میں بھی ایسی تبدیلی کرتا ہے جس سے اس کو زیادہ فائدہ پہنچے یا دیگر ورثاء کے مقابلے میں بہتر اور عمدہ مال ہتھیالے یا پوری جائیداد پر ہی قابض ہو جائے اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔[25]

دنیوی فوائد کے حصول کے لیے حلال و حرام کا فرق ختم ہو چکا ہے۔ بنیادی عقیدے تصور آخرت کو فراموش کر دیا گیا ہے اگر اس کو مد نظر رکھا جائے تو دوسرے کی حق تلفی کے بجائے زندگی میں آسانی، قناعت اور صبر و شکر پیدا کیا جا سکتا ہے۔

☆جائیداد بچانے کے لیے خواتین کی زبردستی شادی کرنا/ نکاح ثانی سے روکنے کی شرعی حیثیت:

جائیداد کو خاندان میں رکھنے کے لیے یا بیٹیوں کا حقِ وراثت دبانے کے لیے معاشرے میں یہ طریقہ کار ہے کہ ان کی شادی زبردستی خاندان میں کر دی جاتی ہے اور کسی جوڑ اور ہمسری کا خیال نہ رکھتے ہوئے عموماً چچا تایا کے بیٹوں کے ساتھ ان کی شادی کر دی جاتی ہے تاکہ وراثت کا مطالبہ ہی نہ ہو سکے۔ بیوگی کی صورت میں بھی خواتین پر دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ وہ شوہر کے بڑے بھائی یا چھوٹے بھائی سے شادی کر لیں یا نکاح ثانی سے روکا جاتا ہے تاکہ جائیداد باہر نہ چلی جائے لیکن اسلام جس طرح مردوں کو پسند کی شادی کا اختیار دیتا ہے اسی طرح خواتین کو شرم و حیا اور پاکیزگی کے

---

25 – علامہ علی متقی بن حسام الدین، کنز العمال، دار الاعمال کراچی، رقم الحدیث:4116۔

ساتھ اپنا شوہر منتخب کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ نکاح وشادی کے معاملے میں عورت کی رضا کس قدر واہمیت رکھتی ہے وہ نبی کریم ﷺ کی احادیث سے اس طرح ثابت ہے:

((أَنَّ أَبا هريرة حدَّثهم أَ نَّ النَّبِيَّ صلَّى اللَّهُ عليه وسلَّم قَالَ لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ قَالُوا يا رسولَ اللَّهِ وَكيف إِذْنُها قَالَ أَنْ تَسْكُتَ))[26]

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شوہر دیدہ عورت کے مشورے کے بغیر نکاح نہیں کیا کرو اور کنواری کی اجازت کے بغیر ان کا نکاح نہ کیا جائے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ کنواری کی اجازت کس طرح ہو گی رسول کریم ﷺ نے جواب دیا خاموشی سے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے شوہر والی عورت اپنے سرپرست کے مقابلے میں اپنی جان کی زیادہ حق دار ہے اور کنواری عورت سے اس کی رضامندی پوچھی جائے گی اور اس کی رضامندی کی علامت اس کی خاموشی ہے۔[27]

خواتین چاہے کنواری ہوں یا بیوہ یا شوہر دیدہ ان کو بھی مردوں کی طرح اپنا شوہر منتخب کرنے میں پسند وناپسند کا اختیار ہے لیکن یہ اختیار اسلام شرم وحیا اور پاکیزگی کے ساتھ خواتین کو دیتا ہے۔ زمین اور جائیداد وغیرہ بچانے کے لئے خواتین کی شادی زبردستی کی جاتی ہے جس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ اگر کسی عورت کا ولی اس کا نکاح کرادے اور وہ اسے تسلیم نہ کرے تو نکاح کالعدم سمجھا جائے گا۔

ارشاد نبوی ہے:

((عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهُ حَدَّثَنَا))[28]

خنساء بنت خذام انصاریہ رضی اللہ عنہ کے والد نے ان کا نکاح کر دیا تھا، وہ ثیبہ تھیں، انہیں یہ نکاح منظور نہیں تھا، اس لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آنحضرت ﷺ نے اس نکاح کو فسخ کر دیا۔

---

26 – البخاری، امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (محولہ بالا)، کتاب النکاح، باب لاینکح الاب، رقم الحدیث:۵۱۳۶۔

27 – ابن رشد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد (مترجم ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی)، دارالتذکیر لاہور، ۲۰۰۹ء، ص:۶۳۳۔

28 – البخاری، امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل (محولہ بالا)، کتاب النکاح، رقم الحدیث:۵۱۳۸۔

خواتین کی وراثت سے محرومی کے اسباب ونتائج کا حل شریعتِ اسلامیہ کی روشنی میں

خواتین کی زبردستی اور ان کی مرضی کے بغیر شادی کرانا جائز نہیں۔ عموماً جائیداد باہر جانے سے بچانے کے لئے ایسا ان خاندانوں میں کیا جاتا ہے جہاں خواتین میں وراثت کی تقسیم کا رواج ہوتا ہے۔ کنواری اور شادی شدہ دونوں پر اس طرح کا دباؤ ڈالا جاتا ہے جس کی شریعت میں بالکل اجازت نہیں کہ ان کی رضامندی اور پسند کا حق سلب کیا جائے اور اگر ایسا کیا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہوگی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ ومن يعصِ اللَّه ورسولَه و يتعدَّ حُدُودَه يدخلْه نارًا خالدًا فيها ولَه عذَابٌ مُّهين﴾[29]

اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کی تو اللہ اسے جہنم میں ڈالے گا وہ شخص ہمیشہ اس میں رہے گا اور اس کے لیے ذلت کا عذاب مقرر ہے۔

بحثیت مسلمان ہر کام میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو مد نظر رکھا جائے۔ اس کی نافرمانی سے بچتے ہوئے دنیاوی معاملات سرانجام دیئے جائیں تاکہ دنیا اور آخرت میں کامیابی مل سکے۔

☆خواتین کو وراثت سے محروم کرنے کے لیے توہین آمیز افعال کے استعمال کی شرعی حیثیت:

گزشتہ ایک تحقیق کے مطابق سندھ میں ایک طریقہ یہ ہے کہ خواتین کو وراثت سے محروم کرنے کے لیے قرآن کریم کے ساتھ شادی کروادی جاتی ہے۔ بیٹیوں کے حقوق سلب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور یہ مکروترین فعل سرانجام دیا جاتا ہے۔ ایسا فعل سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ اس کو اچھا اور مقدس طریقہ سمجھا جاتا ہے۔ ایسا کرنے کے بعد پھر وہ لڑکی تمام عمر اکیلے زندگی گزارتی ہے پاکستانی ڈرامہ سیریلز میں بھی اس طرح کے کیسز دکھائے جاتے ہیں۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو کہ ناانصافیوں کو ختم کرنے کی اور انسانوں کے مابین حقوق کی ادائیگی کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن کریم بیٹیوں سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہے اور نکاح کی تعلیم اس طرح دیتا ہے: ﴿وأَنكِحُوا الْأَيَامىٰ منكُمْ والصَّالحين من عبادكُمْ وإمائكُمْ إن يكُونُوا فُقَراء يغْنهم اللَّه من فَضْله واللَّه واسع

---

29 - النساء:۱۴۔

عَلِیمٌ﴾[30] اور اللہ تعالیٰ ولی اور سرپرستوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے ماتحت افراد کا نکاح کروائیں۔

اللہ تعالیٰ بیٹی کے نکاح کا حکم دیتا ہے اور قرآن کریم نازل کرنے کا مقصد کچھ اس طرح بیان کرتا ہے:

﴿ وَلَقَدْ جِئْنَاهُم بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ عَلَىٰ عِلْمٍ هُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾[31]

اور ہم نے ان لوگوں کے پاس ایسی کتاب پہنچادی ہے جس کو ہم نے اپنے علم وکامل سے بہت واضح کر کے بیان کر دیا ہے۔ وہ ذریعہ ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے۔

یہ واضح ہوتا ہے کہ قرآن ایک مکمل ہدایت اور نصیحت کا ذریعہ ہے جس پر عمل کر کے دنیا اور آخرت میں کامیابی کے ساتھ ساتھ معاشرے میں ہونے والی ناانصافیوں کے خاتمے کی تعلیم بھی ملتی ہے۔ قرآن مجید لڑکیوں کے مابین وراثت کی تقسیم، ان کے حقوق کی ادائیگی اور اولیاء کو ان کی شادی ان کی پسند، جوڑ اور ہمسری کو مد نظر رکھتے ہوئے کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ خواتین کے حقوق مارتے ہوئے ان کی شادی قرآن کریم سے کرنے کے توہین آمیز کام کی بلکل اجازت نہیں دیتا۔

☆شوہر پر میکے کو ترجیح دیتے ہوئے وراثت سے دستبرداری کی شرعی حیثیت:

اکثر خواتین میکے کی محبت، بھائیوں کی مالی حالت اور اپنی شادی و جہیز کے اخراجات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے وراثتی حق سے دستبردار ہو جاتی ہیں۔ اگر صحیح معنوں میں بہن بیٹیوں کو حصہ دیا جائے اور وہ دل سے معاف کر دیں تو اگرچہ وراثت معاف ہو جائے گی مگر بعض اوقات شادی شدہ خواتین کے لیے شوہر پر بھائیوں کو ترجیح دینا بہت برا ثابت ہوتا ہے۔ انہیں سسرال میں طنز اور بعض اوقات ظلم و تشدد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پرامن معاشرتی زندگی کے

---

30 - النور:۳۲۔

31 - الاعراف:۵۲۔

لیے اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ایک مسلمان عورت کے لیے اپنے خاوند کا حکم (جس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی نہ ہوتی ہو) ماننا اور اس کو خوش رکھنا فرض ہے کیونکہ خاوند کی فرمانبرداری کو قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا:

﴿ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ۚ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ ۚ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ۖ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا ﴾[32]

مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں پس نیک اور فرمانبردار عورتیں خاوند کی عدم موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں (مال وعزت) نگہداشت رکھنے والیاں ہیں اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بددماغی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستر پر چھوڑ دو اور انہیں مار کی سزا دو پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ نہ تلاش کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔

بیوی کے اوپر شوہر کا اہم ترین حق ہے کہ بیوی اپنے شوہر کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے۔ شوہر اگر عورت سے راضی ہے تو وہ عورت کے لیے جنت کا دروازہ ہے اور ناراض ہے تو جہنم کا دروازہ بشرطیکہ یہ ناراضگی حق کی بناء پر نہ ہو۔

اسلام میں ازدواجی رشتے کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی صفت انبیاء ورسل کی سنت ہے۔ اسلام نے اسے نصف دین قرار دیا ہے۔ بیوی پر شوہر کے حقوق سے یہ بھی ہے کہ وہ شوہر کی مرضی کے مطابق رہے اور اپنا ہر اہم کام شوہر کی اجازت سے کرے۔ شوہر عورت کی محبت اور اطاعت کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔ شوہر کو وہ انتہائی بلند مقام حاصل ہے جس تک عورت کے کسی دوسرے رشتہ دار یا قرابت دار کی رسائی نہیں ہو سکتی۔[33]

---

32 - النساء:۳۴۔

33 - عبد الہادی عبد الخالق مدنی، بیوی اور شوہر کے حقوق، دار الاستقامۃ سدھارتھ نگر یوپی، ۲۰۰۵ء، ص:۱۰۸۔

اگر بہن بیٹی اپنا وراثتی حق خوش دلی سے معاف کر دیں تو وہ بھائیوں وغیرہ کے لیے جائز ہو گا۔ اکثر خواتین اپنے خاوند کے مفادات سے زیادہ اہمیت میکے کو دیتی ہیں اور وراثتی حق میکے والوں کو معاف کر دیتی ہیں۔ شریعت کی رو سے یہ ضروری ہے کہ حصہ لیا جائے لیکن اگر زبردستی دینے کے باوجود نہ لے تو کوئی گناہ نہیں مگر شادی شدہ خواتین کے لیے ایسا کرنا ان کی ازدواجی زندگی کے لیے خطرہ پیدا کر دیتا ہے شادی شدہ خواتین کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر کام شوہر کی اجازت سے کریں۔ خوش حال معاشرتی زندگی کے لیے ضروری ہے کہ مرد بھی عورت کے جذبات کا احترام کرے۔

میکے کو اپنا وراثتی حق معاف کرنے کی وجہ سے بعض اوقات خواتین کو طنز اور لڑائی جھگڑوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے جس کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں کیونکہ وراثت اس کا حق ہے چاہے لے یا نہ لے۔ یہی طنز اور لڑائی جھگڑے دیکھتے ہی دیکھتے ظلم و تشدد اور بعض اوقات طلاق کی وجہ بن جاتے ہیں جس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ بغیر وجہ طلاق دینے اور طلاق کا مطالبہ کرنے کی اجازت نہ دیتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّمَا امْرَأَة سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا، فِي غَيْرِ مَا بَأْسٍ, فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّة))[34]

جو عورت بغیر کسی وجہ کے طلاق کا مطالبہ کرے تو اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔

طلاق دینے اور لینے کے لیے کسی وجہ کا ہونا ضروری ہے۔ اسلام بے بنیاد باتوں کو وجہ بنا کر طلاق کی اجازت نہیں دیتا اور جو اس فعل کا ارتکاب کریں ایسے لوگوں کے لیے سخت عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

اگر وراثتی معاملات میں طلاق تک نوبت نہ بھی آئے تو دستبرداری کی ڈھکی چھپی وجہ سے انہیں طنز اور مار پیٹ کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ طنز اور لعن طعن کے ضمن میں آپ ﷺ فرمایا:

((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّان وَلَا اللَّعَّان وَلَا الْفَاحِش وَلَا الْبَذِي))[35]

وہ شخص مومن نہیں جو دوسروں کو لعن طعن کرے۔ فحش گوئی اور بدزبانی سے کام لے۔

---

34 - ابو داؤد سلیمان بن اشعث، سنن أبو داؤد، کتاب الفرائض، باب فی الرجل یسلم علی یدی الرجل، دارالفکر بیروت لبنان، ۱۹۹۴ء، رقم الحدیث؛۲۲۲۶۔

35 - الترمذی، أبو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، رقم الحدیث:۱۹۷۷۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

((أَنْ تُطْعِمَها إِذَا طَعِمْتَ، وتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ -أَوِ اكْتَسَبْتَ- ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ))[36]

جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ اور جب پہنو تو اسے بھی پہناؤ اور اس کے منہ پر نہ مارو اور نہ اسے گالی گلوچ دو اور گھر کے علاوہ اس سے الگ نہ رہو۔

عورتوں کو مارنے پیٹنے اور ان کو لعن طعن سے منع کیا گیا ہے اور بغیر وجہ کے طلاق کے معاملے کو جنت سے محرومی قرار دیا گیا ہے کیونکہ معاشرے میں دولت و جائیداد کو قدر و منزلت حاصل ہے۔ اگر خواتین کو سسرال میں کوئی مسئلہ نہ بھی ہو تو آنے والی زندگی میں اسے وراثت کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی چھپی ہوئی حکمت نظر آنے لگتی ہے پھر اسے اپنے فیصلے پر پچھتانا پڑتا ہے اور ایک رواج کے تحت جو اس نے بوڑھی عورتوں کی دیکھا دیکھی فیصلہ کیا تھا اسے اس کا احساس ہونے لگتا ہے۔

☆خواتین کو وراثتی حق دینے کا طریقہ اور معاف کرانے کی صورتیں:

مفتی رشید احمد بیان کرتے ہیں:

بھائی پر لازم ہے کہ وہ اپنی بہن کا حصہ دے۔ ہمارے ہاں یہ مصیبت ہے کہ بھائی کہتے ہیں یا میراث لے لو یا ہمارے ساتھ رشتہ برقرار رکھو تو بہن کہتی ہے کہ ایک ہی تو بھائی ہے میرا دنیا میں کوئی اور تو ہے نہیں والد کا تو انتقال ہو گیا اس سے میراث لے کر میں کیا کروں گی چھوڑو معاف کر دوں اور بھائی کہتے ہیں کہ بہن نے حق معاف کر دیا ہے یہ تو ایسا ہے کہ گن پوائنٹ پر کسی سے موبائل لے لیں اور پھر کہیں کہ اس نے مجھے موبائل دے دیا ہے اور پھر خوش ہوتے پھریں کہ یہ موبائل میرے لیے حلال ہے۔ بہن کے لیے یہی بات گن پوائنٹ ہے کہ بھائی کا اور اس کا رشتہ ختم ہو گا یا دوری پیدا ہو جائے گی۔ بہن اس لیے معاف کرے اور آپ خوش ہوتے پھریں کہ بہن نے مجھے حق معاف کر دیا ہے۔ اس کی شریعت میں کوئی حیثیت نہیں ایسے معاف کرنے سے معاف نہیں ہو گا آپ پر لازم ہے کہ

---

36 - ابو داؤد سلیمان بن اشعث (محولہ بالا)، کتاب النکاح، باب حق المراۃ علی زوجھا، رقم الحدیث: ۵۱۴۲۔

اس کو کہیں کہ یہ آپ کا میراث کا حق ہے آپ معاف کرتی ہیں پھر بھی میں آپ کو دے رہا ہوں لے لیں اور اگر آپ کا جی چاہتا ہے معاف کرنے کا تو ایک مہینے بعد مجھے واپس کر دیں۔ پھر ایک مہینے بعد کوئی معاف نہیں کرتا اور نہ واپس کرتا ہے۔ ایسے ہزاروں واقعات ہیں کہ بہن پہلے کہتی رہی کہ میں نہیں لیتی جب بھائی نے کہا لو یہ حق آپ کا لازم ہے معاف کرنے سے معاف نہیں ہو گا۔ ایک ہفتے بعد وہی بھائی گیا کہ حصہ معاف کر رہی تھی چلو واپس کرو تو اسی بہن نے کہا کہ میرے اپنے بچے ہیں اور اپنی ضروریات ہیں میں کیسے دوں۔ لہٰذا ہم نے اپنے آپ کو خوش رکھنے کے حیلے بہانے بنا رکھے ہیں کہ:

راضی رہے رحمان بھی اور ناراض نہ ہو شیطان بھی۔[37]

بعض اوقات بھائی یہ کرتے ہیں کہ والد کا انتقال ہوا اور ایک بھائی جو بڑا ہوتا ہے وہ اسٹام پیپر لا کر عورتوں سے انگوٹھے لگوا دیتا ہے۔ ان کو پتہ ہی نہیں ہوتا۔ وہ باپ کے غم میں ایسا کر دیتی ہیں اور بھائی قانونی جواز پیش کرتا ہے کہ بہن نے اپنا حق مجھے معاف کر دیا ہے شریعت میں ان دستخط اور انگوٹھے لگانے کا کوئی اعتبار نہیں۔[38]

علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

اگر وارث نے کہا کہ میں نے اپنا حق چھوڑ دیا تو یہ کہنے سے اس کا حق باطل نہیں ہو گا اس لیے کہ ملکیت چھوڑنے سے باطل نہیں ہو گی۔[39]

خواتین کا وراثت معاف کرنا اگر کسی صدمے، ڈرانے، دھمکانے یا کسی سماجی دباؤ کا نتیجہ ہے تو ایسی صورت میں شرعاً معافی نہیں ہوتی اگر خواتین دلی طور پر راضی ہو کر زبردستی دینے کے باوجود نہ لیں اور معاف کر دیں تو پھر جائز ہے۔ شریعت کی رو سے وارث کو اس کا حق دینا واجب و ضروری ہے۔ بیٹیوں کے جہیز و شادی کے خرچ تحائف اور مالی مدد وغیرہ وراثت کی تلافی نہیں کر سکتے۔

---

37 -YouTube: https: // youth. Be/ih6NV8X1Lg. November, 2021.

38 - ایضاً۔

39 - ابن نجیم، الاشباۃ النظائر، دار لکتب العلمیہ بیروت، ۱۹۹۳ء، ص:۲۹۸۔

☆شعور کی پختگی کا طریقہ واعلاج:

خواتین کی وراثت سے محرومی کی ایک وجہ یہ ہے کہ معاشرے میں دین اسلام سے ناواقفیت اور شعور کا فقدان ہے۔ انسان کی ترقی علم سے وابستہ ہے۔ جو فرد اور گروہ تعلیمی میدان میں پیچھے ہے وہ زندگی کی تگ ودو میں بھی پیچھے رہ جاتا ہے نہ تو اس کی فکری پرواز بلند ہوتی ہے اور نہ اس کی مادی ترقی کا بہت زیادہ امکان ہے۔ دور جاہلیت میں علم کا میدان صرف مردوں کا سمجھا جاتا تھا مگر اسلام نے علم کے دروازے عورت اور مرد دونوں کے لیے کھلے رکھے ہیں اسلام نے خاص کر لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ دلائی اور اس کی ترغیب دی۔ [40]

جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ان کو تعلیم وتربیت دی ان کی شادی کی ان سے حسن سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔ [41]

مذکورہ حدیث میں اسلام کا خطاب مردوں سے ہے کہ وہ اپنی لڑکیوں کی تعلیم وتربیت اچھے طریقے سے کریں کیونکہ اس نے انسان کو عبادات، اخلاق اور احکام شریعت کا پابند بنایا ہے اور علم کے بغیر جن کی پابندی نہیں ہو سکتی۔ ذمہ داریاں اور حقوق جو انسانوں کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں جب تک ان کا علم نہ ہو ٹھیک ٹھیک ادا نہیں ہو سکتے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ عورت اور مرد دونوں ہی کے لیے کم از کم دین کی بنیادی باتوں کا جاننا ضروری ہے۔ [42]

دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کو سمجھ اور غور وفکر کے ساتھ پڑھنا تمام مسائل (بشمول وراثت) اور معاشرتی خرابیوں کا حل ہے۔ کوئی بھی مشینری لیں کار ہو یا ٹی وی اس کے ساتھ آپ کو ایک کتابچہ بھی ملتا ہے جس کے مطابق آپ مشینری استعمال کریں گے تو وہ مشین صحیح چلے گی اور اگر آپ اپنی مرضی سے چلانے کی کوشش کریں گے تو وہ خرابی کا شکار ہو جائے گی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جب انسان کی تخلیق کی تو اس کی ہدایت کے لیے کتابیں اور انبیاء نازل کیے جن کے ذریعے انسان کو بتایا گیا کہ وہ اپنی زندگی کو کس طرح اللہ رب العزت کی مرضی سے گزار کر

---

40 – سید جلال الدین عمری، اسلام میں عورت کے حقوق، مکتبہ رحمانیۃ لاہور، ۱۹۸۷ء، ص:۲۷۔

41 – ابو داؤد سلیمان بن اشعث (محولہ بالا)، کتاب الادب، باب فی فضل من عال شامی، رقم الحدیث:۵۱۳۸۔

42 – سید جلال الدین عمری (محولہ بالا)، ص:۲۸۔

خرابی سے بچاسکتے ہیں۔ قرآن مجید قیامت تک کے انسانوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے اگرچہ اس پر غوروفکر کیا جائے۔[43]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾[44]

اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو آپ دیکھتے کہ خوف الٰہی سے وہ پست ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غوروفکر کریں۔

اسلام کی شاہراہ پر چلنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ کہ دل میں عظمت و وفاداری اور جانثاری کا زبردست جذبہ ہو۔ شعور کی پختگی کے لیے ضروری ہے کہ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی ترجیحات کا از سرِ نو جائزہ لے۔ اپنے نصب العین کا تعین پہلی ترجیح ہو اور دوسری ترجیح اس نصب العین کے حصول کے لیے سیدھے رستے کا تعین ہے اور غیر ضروری تفصیلات سے بچتے رہنا چاہیے۔ جس شخص نے صحیح نصب العین متعین کر کے اس کے لیے لائحہ عمل تیار کر لیا وہ راستے کی فضولیات سے بچا رہا وہ منزل کو پا لے گا اور جو رستے کی بھول بھلائیوں میں گم ہو گیا وہ شیطان کے ہتھے چڑھ گیا جو اس کی منزل کھوٹی کر دے گا۔ کوئی شخص اگر بگاڑ کا شکار ہو جائے اور اس کا احساس متعلقہ شخص کو ہو جائے تو یہ بہت خوش قسمتی کی بات ہے اور اس کے اعلاج کے دو راستے ہیں۔ ایک ہے عام دنیاوی طریقہ یعنی اپنی عقل اور سمجھ بوجھ کے تحت اور دوسرا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بتایا ہے اور یہی اصل طریقہِ اعلاج ہے۔[45]

☆زندگی میں وراثت کی تقسیم کا حل:

دور حاضر میں مغربیت نے ہماری زندگی اتھل پتھل کر کے رکھ دی ہے۔ اولاد اور والدین کا طرز فکر بدل چکا ہے۔ ایک دوسرے کو برے بھلے پر ٹوک نہیں سکتے۔ عموماً لڑکے باپ کی زندگی میں ہی کاروبار وغیرہ کے لیے جائیداد

---

43 – پروفیسر احسان الحق چیمہ، امت مسلمہ کے زوال کے اسباب اور اس کا قرآنی حل، طبع تفہیم الدین پبلشرز، ۱۹۹۶ء، ص:۲۱۔

44 – الحشر ۲۱۔

45 – پروفیسر احسان الحق چیمہ (محولہ بالا)، ص:۲۶۰۔

کا حصہ مانگتے ہیں اور ایسی صورت میں دیگر ورثاء اپنے حصص میں کمی بیشی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ والدین لڑکوں کو ان کے کاروبار اور گھر وغیرہ بنا کر دے دیتے ہیں اور اندازے پر ہی لڑکوں میں طے ہو جاتا ہے کہ فلاں اس کا فلاں اس کا ایسے میں خواتین کو شامل نہیں کیا جاتا۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ باپ کی جائیداد میں باپ کی زندگی میں ان کا حصہ ہے حالانکہ شریعت کی رو سے جب تک کوئی زندہ ہے چاہے وہ باپ ہو یا ماں یا کوئی اور اس کی جائیداد صرف اسی کی ہے۔ اس میں کوئی بھی شامل نہیں۔ ورثاء کا زبردستی حصہ وصول کرنا ظلم ہے۔[46]

وراثت موت کے بعد تقسیم ہوتی ہے زندگی میں والد اپنی اولاد کو کچھ دے وہ عطیہ ہے۔ اگر کوئی شخص زندگی میں وراثت کی تقسیم کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ اپنی اولاد میں خواہ وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں برابر تقسیم کرے۔ بعض آئمہ کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ سب کو برابر دیں لیکن اگر لڑکوں کو دو اور لڑکی کو ایک حصہ دیا تب بھی جائز ہے۔[47]

زندگی میں وراثت کا مطالبہ ایک غیر شرعی کام ہے بیٹے کو کس طرح پتہ ہے کہ اس نے اپنے باپ کا وارث بننا ہی بننا ہے۔ بیٹے ہی وارث ہوتے ہیں مگر بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ باپ کی زندگی میں بیٹا فوت ہو جاتا ہے۔ موت زندگی کا کسی کو علم نہیں ہے کہ کس نے پہلے مرنا ہے۔ جو لوگ اپنی جائیداد زندگی میں ہی تقسیم کرتے ہیں بعد کی زندگی میں انہیں دھکے کھانے پڑتے ہیں اس لیے باپ کے مرنے کے بعد ہی وراثت تقسیم کی جائے یہی درست ہے۔[48]

عبدالحمید محی الدین اس ضمن میں لکھتے ہیں:

---

46 - محمد عبد منیب (محولہ بالا)، ص:۴۰۔

47 - مولانا محمد یوسف لدھیانوی (محولہ بالا)، ص:۳۴۵۔

48 -YouTube: https://youtu.be/AToF7DHHeA4. 20 November, 2021.

اسلام میں وراثت کا اطلاق کسی شخص کا کسی چیز کے مالک کی موت کے بعد اس پر مخصوص اسباب و شرائط کے ساتھ استحقاق پر ہوتا ہے۔ مرنے والے کی ملکیت کے تمام اسباب اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کو حاصل ہوتے ہیں اور اپنی زندگی میں اولاد میں مالی مساوات کا حکم دیا گیا ہے۔[49]

آپ ﷺ فرمایا:

((فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ))[50]

اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں مالی مساوات قائم کرو۔

وراثت مرنے والوں کی جائیداد کہلاتی ہے نہ کہ زندہ لوگوں کی۔ جس کی حکمت یہ ہے کہ زندگی میں وراثت تقسیم کرنے سے ان کو بعد میں محتاجی اور تنگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ زندگی میں وراثت تقسیم ہو گی تو تمام اولاد میں برابر ہو گی بہتر طریقہ یہی ہے کہ مرنے کے بعد جائیداد تقسیم کی جائے۔

☆دوہرے عذاب سے بچنے کا حل:

نسلی امتیاز کی بناء پر جائیداد پر مردوں کی ملکیت اور اجارہ داری بھی خواتین کی محرومی کا سبب ہے جس کی وجہ سے جھگڑے، بدگمانیاں اور شکایات پیدا ہوتی ہیں۔ ورثاء نقصان کے ساتھ ساتھ حرام کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں ۔اس کا حل یہی ہے کہ جائیداد شرعی ورثاء میں شریعت کے مطابق تقسیم کر دی جائے کیونکہ ان کو محروم کرنے سے دوہرے گناہ کا ارتکاب ہو گا ایک ان کے ورثاء کے شرعی و قانونی حق سے محروم کرنے کا اور دوسرا یتیموں کا مال کھانے کا جن کے مال کے بارے میں کہا گیا ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ﴾[51]

---

49 – محمید الدین حمید (محولہ بالا)، ص:۵۸۔

50 – البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل (محولہ بالا)، رقم الحدیث:۲۵۸۷۔

51 – النساء:۱۰۔

جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں صرف آگ بھرتے ہیں اور عنقریب بھڑکتی آگ میں داخل کیے جائیں گے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿ فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾[52]

پس قرابت دار مسکین مسافر ہر ایک کو اس کا حق دیجئے یہ ان کے لیے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کا چہرہ دیکھنا چاہتے ہیں ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

بعض اوقات خواتین کی جائیدادی معاملات سے کم علمی اور بے رغبتی کا بہانہ بنا کر ان کو محروم کر دیا جاتا ہے اور صرف بیٹیاں ہونے کی صورت میں زمین و جائیداد تایا چچا اور بیوگی کی صورت میں شوہر کے بھائیوں کی ملکیت میں رہتی ہے۔ اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں بلکہ یہ شریعت کے وراثتی حصص میں رکاوٹ بن کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھی کرتے ہیں اور اپنی بہن بیٹیوں کا جو کہ یتیم بھی ہیں ان کا حق کھا کر دوہرے عذاب کو دعوت دیتے ہیں۔

☆بے اولاد اور امیر ورثاء کی وراثت سے محرومی کا حل:

بے اولاد اور امیر وارث خواتین پر دیگر ورثاء کی طرف سے دباؤ ہوتا ہے کہ ان کو مال کی کیا ضرورت وہ اپنا حصہ نہ لیں۔ اللہ کے نبی نے فرمایا کہ جو چیز آرہی ہے اس کو کبھی بھی منع نہیں کرنا چاہیے اور پہلے سے کسی چیز پر نیت نہیں گاڑنی چاہیے اس لیے اگر وارث امیر ہے اس کو مال کی ضرورت نہیں تو اس کی مرضی ہے مگر یہ حصے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کیے ہیں۔ دیگر ورثاء کا امیر ورثاء کو وراثت نہ لینے پر دباؤ کا عمل شریعت کے خلاف ہے۔ وراثت نہ دیں گے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام شریک کار مجرم ہوں گے۔[53]

---

52 - الروم:۳۸۔

53 - مفتی عبدالرحیم اشرف حاکم الدین رحمانی، اسلامی وراثت، پبلیکیشنز جامعہ تعلیم القرآن وحدیث کراچی، ص:۱۱۱۔

اکثر امیر خواتین جن کے شوہر خود کفیل ہوں ان کو وراثت نہ لینے پر زور دیا جاتا ہے کہ ان کو مال کی کیا ضرورت۔ اس زور اور دباؤ کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں۔ اسی طرح کا زور اکثر بے اولاد خواتین پر بھی ہوتا ہے کہ وہ وراثت کا کیا کریں گی اور بیوگی کی صورت میں کوئی بھائی اس کی ذمے داری اٹھا کر اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔ ورثاء کو ان کے مقرر کردہ حصے صحیح معنوں میں دینا ضروری ہے آگے ان کی مرضی لیں یا نہ لیں۔

☆پسند کی شادی یا نافرمانی پر خواتین کی وراثت سے محرمی کا حل:

بعض اوقات عورتوں کو کسی نافرمانی یا اپنی پسند کی شادی کرنے پر وراثت سے محروم یا عاق کر دیا جاتا ہے۔ اور وراثت بیٹوں کے نام کر دی جاتی ہے مگر شریعت کی رو سے جن بیٹیوں نے اپنی مرضی کی شادیاں کیں ان کا بھی اپنے باپ کی جائیداد میں دوسری بہنوں کے برابر حصہ ہے۔ صرف بھائیوں کا جائیداد پر قابض ہو جانا ناجائز ہے۔[54]

اولاد کی نافرمانی پر نوح علیہ السلام نے آخری وقت تک اپنے بیٹے کو سمجھایا اور خیر خواہی کرتے رہے۔ اسلام میں جائیداد سے بے دخل کا اختیار کسی کو حاصل نہیں بلکہ یوں فرمایا گیا ہے:

جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے دیا اور اللہ تعالیٰ کے لیے روک دیا اور اللہ تعالیٰ کی چاہت کے لیے محبت کی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے بغض رکھا پس تحقیق اس کا ایمان مکمل ہے۔[55]

ماں باپ سے اولاد کی نافرمانی کی سزا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرر ہے مگر کسی بھی صورت ورثاء کو ان کے حصص سے محروم رکھنا شریعت کے خلاف ہے۔

☆وراثت سے متعلق داماد، بہو اور سسرالی مسائل کا حل:

54 – مولانا محمد یوسف لدھیانوی (محولہ بالا)، ص:۳۸۹۔

55 – البخاری، محمد بن اسماعیل بخاری (محولہ بالا)، رقم الحدیث:۶۴۷۶۔

خواتین کی وراثت سے محرومی کے اسباب ونتائج کا حل شریعتِ اسلامیہ کی روشنی میں

ایک بہت ہی بے بنیاد وجہ کے پیش نظر بھی خواتین کو وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے جس کے مطابق والدین سمجھتے ہیں کہ وراثت بیٹی کے بجائے داماد کو دے رہے ہیں اور بیٹی کو حصہ دیا تو شاید داماد بیچ دے یا ان کے اس حصے میں رہائش یا استعمال کے تحت معاشرتی تنازعات اور لڑائی جھگڑے پیدا ہوں گے اور بہو کو بھی بیوگی کی صورت میں اسی طرح کی وجوہات کے پیشِ نظر شوہر کی جائیداد سے محروم کر دیا جاتا ہے اس کا حل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور اپنی دین اور دنیا کی کامیابی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لیے تمام ورثاء کو ان کا مقرر کردہ حصہ دیا جائے۔ جہاں تک سسرال اور داماد یا سسرال اور بہو کے تعلقات کا معاملہ ہے تو اس کے بارے میں اسلام ان کے حقوق و فرائض کی ادائیگی کی تلقین کرتا ہے جس سے ان رشتوں کے درمیان تنازعات کا حل ہو سکتا ہے ۔اسلام رشتوں میں باہم محبت، احترام، وفا، عدل اور باہمی تعاون کا درس دیتا ہے۔ میکہ ہو یا سسرال دونوں اپنی جگہ محترم ہیں۔ رسول ﷺ نے سسرال کے ساتھ مزید قرابت پیدا کرنے کا حکم دیا۔ ساس اور سسر کو اپنی بہو اور داماد کے ساتھ شفقت و محبت کا سلوک کرنا چاہیے یہ ان کے بیٹے بیٹیوں کی بہترین ازدواجی زندگی کا طریقہ ہے۔ ایک دوسرے کی خوبیوں کا اعتراف کیا جائے۔ داماد کے اخلاق میں عیب تلاش کرنا اور اس کے امور میں بے جا دخل اندازی انتہائی بری ہے۔ خاندان کے استحکام کے لیے مرد عورت پر سسرال کے حقوق و فرائض کی ادائیگی فرض قرار دی گئی کیونکہ دونوں ہر گھر کی تنظیمی عمارت کا بنیادی ستون ہیں اور دونوں بقائے نسلِ انسانی کے امین ہیں۔[56]

ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ﴾[57]

اور وہ ایسا ہے جس نے پانی سے آدم کو پیدا کیا پھر اسی کو نسب والا اور سسرال والا بنایا اور تیرا رب بڑی قدرت والا ہے۔

بیٹی کو وراثت دینے میں داماد پر شکوک وشبہات اور بیوہ کو وراثت دینے میں مذکورہ مسائل و وجوہات کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ اسلام وراثت اس کے ورثاء میں تقسیم کرنے کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ سسرال، بہو اور

---

56 - محمد عبد منیب، بہو اور داماد پر سسرال کے حقوق، دار لکتب السلفیہ لاہور، ۱۴۳۰ھ، ص ۱۲۔

57 - الفرقان: ۵۴۔

داماد کو ذمہ داریاں اور حقوق و فرائض ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ پردے کے حکم کے ساتھ ساتھ دوسروں کے مسائل میں بے جا دخل اندازی سے منع فرماتا ہے جس سے پیدا شدہ مسائل کی روک تھام کی جاسکتی ہے۔

☆مغربی تہذیب وتمدن کی پیروی کا حل:

مسلمانوں کو زوال پزیر رکھنے اور ان پر اپنے نظریات مسلط رکھنے کے لیے اہل مغرب کی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ وہ ہر ایسا طریقہ اختیار کریں جس سے مسلمان دین سے دور ہو جائیں اور دینی تعلیمات پر عمل نہ کریں یا بعض چیزوں میں دین پر عمل کرنا ضروری نہ سمجھیں اس لیے وہ بہت سے طریقے، اسالیب اور ٹیکنیکس استعمال کرتے ہیں مثلاً:

- دینی مدارس کی حوصلہ شکنی کرنا۔
- جدید تعلیم کو مال تجارت بنا دینا۔
- جدید تعلیم کو مال تجارت بنا دینا۔
- نوجوانوں کے اخلاق بگاڑنا۔
- اصل تعلیمی مقصد ختم کر کے تعلیمی اداروں میں کنسرٹس، فیشن شوز اور میوزک کلاسز کو معمول بنانا۔
- غیر اسلامی رسم ورواج کو فروغ دینا۔
- دینی جماعتوں کو آپس میں لڑانا۔
- انٹرنیٹ اور موبائل میں مصروف رہ کر دینی فرائض کو وقت نہ دینا۔[58]

58 - ڈاکٹر محمد امین ،اسلام اور رد مغرب مغربی تہذیب خلافِ اسلام ہے اور اس کا رد شرعاً واجب ہے،مکتبہ البرھان لاہور، ۲۰۲۰ء، ص:۴۷۔

اہل مغرب کا مقصد ان اقدامات سے یہ ہے کہ مسلمانوں کو اسلامی اصولوں اور اقدار سے دور کیا جائے۔ مغربی ثقافت ہمارے نظام میں اس حد تک سرایت کر چکا ہے کہ ہر مسلمان اس کو اپنی ثقافت سمجھنے لگا ہے لیکن بحیثیت مسلمان ہمارے لیے غیروں کی ثقافت سے بچنا ضروری ہے اور ان سے بچنے کی ہدایت اس طرح کی گئی:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ﴾[59]

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں ان کو تم ایسا نہیں پاؤ گے کہ وہ ان سے دوستی رکھتے ہوں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے چاہے وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے یا ان کے بھائی ہوں۔

مسلمانوں کو اسلام سے دور کرنے والوں سے دوستی اور تعلقات سے منع کیا گیا ہے۔ ان کی مشابہت اختیار کرنے سے بھی بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔

ارشادِ نبوی ہے:

((من تشبه بقوم فهومنهم))[60]

جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انہی میں سے ہو گا۔

مسلم معاشرے میں زوال کے دو بڑے اسباب ہیں۔ ایک زوال کا سبب خود مسلمان ہیں اور ان کی خامیاں اور کمزوریاں ہیں۔ اپنی سستی اور کاہلی کے پیش نظر اسلام سے دور زوال کا شکار ہیں اور دوسرا باہر کی قوتیں اور ادارے مسلمانوں پر مسلم ہیں جن کا مقصد مسلمانوں کو اسلام سے دور کرنا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے طور طریقوں کو اختیار کرنے سے گریز کریں اور حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی کو یقینی بنائیں۔

☆وراثتی اعداد و شمار کی مشکلات کا حل:

---

59 - المجادلہ:۔۲۲

60 - ابو داؤد، سلیمان بن اشعث (محولہ بالا)، رقم الحدیث:۴۶۴۶۔

علم وراثت کے اعداد و شمار کو مشکل سمجھ کر بھی اس کو نظر انداز کیا جاتا ہے اور حصص کی تقسیم اندازوں پر کی جاتی ہے۔ وراثتی مسائل کے حل کے لیے ایک مشکل اور پیچیدہ طریقہ اختیار کیا جاتا تھا اب جبکہ سائنس نے ترقی کر لی ہے اور جدید حسابی آلات اور ایپس تیار کر لی گئی ہیں جس سے علم وراثت کا حصول آسان ہو گیا ہے۔ کوئی بھی شخص چند دنوں میں اس کا استعمال سیکھ سکتا ہے۔[61]

دور جدید میں جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے ہر شخص شریعت کے مطابق بلکل درست تقسیم میراث کر سکتا ہے۔ ایک میراث کیلکولیٹر ایجاد کیا گیا ہے جس میں ورثاء کی تعداد، حالت اور چند سوالات کے جوابات کا انتخاب کر کے میراث کی تقسیم صرف دو سے تین منٹ میں کی جا سکتی ہے۔[62]

وراثت کی تقسیم میں اعداد و شمار کی مشکلات کا حل یہی ہے کہ اس کے مسائل کو سیکھا جائے یا اہل علم حضرات سے مشورہ لیا جائے یا پھر ان جدید کیلکولیٹر اور ایپس کا استعمال کیا جائے محض اندازے کی بنیاد پر وراثت کی تقسیم میں کمی بیشی نہ کی جائے جو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا باعث ہے۔

☆وراثت خواتین کا حق ہے نہ کہ ان پر احسان:

معاشرے میں یہ خرابی پائی جاتی ہے کہ وراثت سے محروم یا دستبردار خواتین کی رائے کو اہمیت نہیں دی جاتی اور وراثت لینے والی خواتین اور ان کے شوہروں کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا ان پر احسان جتایا جاتا ہے جبکہ حسب ضرورت امور میں خواتین سے مشورہ کرنا مردوں کا فرض ہے خصوصاً گھر داری کے معاملات میں کیونکہ خواتین ان معاملات کے بارے میں بہتر فیصلہ کر سکتی ہیں۔ رسول ﷺ خود خواتین سے مشورہ لیا کرتے تھے اور صحابہ کرام کا بھی یہی طرز عمل تھا۔[63]

---

61 - سید محبوب الرحمٰن شاہ، تقسیم وراثت کے قدیم اور جدید طریقہ تقسیم کا جائزہ، کراچی یونیورسٹی ۲۰۱۳ء، ص:۱۳۔

62 -https://www.eislamicbook.com. Sited 16 February, 2022.

63 - محمد عبد منیب، محرم مرد اور ان کی ذمہ داریاں، دار الکتب السلفیہ، ۱۴۳۱ھ، ص:۳۷۔

اسلام مردوں پر عورتوں کے جو حقوق عائد کرتا ہے وہ عورت پر احسان نہیں بلکہ عورت کا یہ اپنے محارم پر حق ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنا فرض ادا کرنے یا کسی پر احسان کرنے کے بعد اسے جتا کر یاد کھا کر ضائع نہ کیا جائے۔ انہیں اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ اس نے انہیں یہ فرض ادا کرنے کی توفیق دی۔[64]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ ﴾[65]

اور اہل قرابت کو ان کا حق دو۔

خواتین کو وراثت میں حصہ دینا نہ ان پر احسان ہے اور نہ اس کے شوہر پر بلکہ وراثت خواتین کا شرعی اور قانونی حق ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حال میں ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

تعمیرِ نو اور تطہیرِ فکر کے لیے ذمہ داریاں اور اقدامات

یہ دنیا جس میں ہم زندگی گزار رہے ہیں۔ دراصل ایک امتحان گاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں موت وزیست پیدا کر کے انسان کو آزمایا ہے کہ کون اپنے پیدا کرنے والے پروردگار کی مرضی کے مطابق حسن وعمل کی زندگی گزار رہا ہے اور کون اپنے خالق ومالک سے سرتابی کر کے اپنی خواہشات کا غلام بن کر اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکا رہا ہے۔ آزمائش اور امتحان کے انداز مختلف ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ دنیا امتحان کی جگہ ہے اور یہ زندگی آزمائش اور امتحان کی مہلت ہے۔ یہاں ہر لمحے کا امتحان لیا جارہا ہے۔ ہر ایک اپنا ریکارڈ تیار کر رہا ہے۔ دنیاوی دولت اور دنیوی نعمتوں میں جس کی نگاہ اپنے سے نیچے والے پر ہو گی وہ قناعت کے جوہر سے آراستہ ہو گا۔ اس کے برعکس جو دنیا میں اپنے سے اوپر نگاہ رکھے گا اس کی زندگی اس مادی دوڑ میں حیران وسرگرداں رہے گی۔ اسے کبھی سکون واطمینان اور قناعت وشکر کی زندگی نصیب نہیں ہو گی اس لیے کہ بہت کچھ آگے جانے کے بعد بھی بہت سے اس سے آگے ہوں

---

64 – ایضاً، ص:۶۲۔

65 – بنی اسرائیل:۲۶۔

گے۔ رہا دین میں ترقی کرنے کا معاملہ تو اس سلسلے میں مومن کا نقطہ نگاہ ہمیشہ یہ ہونا چاہیے کہ اپنے سے اونچے پر نگاہ رکھے یہ نقطہ نگاہ اس کو ہر لمحہ سرگرمِ سفر رکھے گا۔[66]

نبی ﷺ نے پروقار اور پرسکون زندگی کا گر سکھایا ہے کہ دو خصلتیں خود میں پروان چڑھانی چاہییں۔ دین کے معاملے میں اپنے سے برتر پر نگاہ رکھو اور اس کی پیروی کرو تو دین میں کامیاب ہوتے چلے جاؤ گے اور دنیا کے معاملے میں کمتر پر نظر رکھنے کا حکم دیا گیا تاکہ صبر و شکر اور دیگر اوصاف کا حصول ممکن ہو اور حرص و ہوس اور لالچ جیسے رذائلِ اخلاق سے دور رہا جائے۔ اس دنیا کا سب سے بڑا محروم وہ ہے جو اس کل کی فکر سے غافل رہا۔ زندگی ختم ہوتے ہی جب کل شروع ہوا تو اسے معلوم ہو گا کہ وہ بالکل ہی خالی ہاتھ ہے۔ دانائی اور بصیرت صرف اسی میں ہے کہ آج آدمی ہر کام اور ہر مرحلے پر اپنا احتساب کرتا رہے۔ آخرت کی زندگی ایک حقیقت ہے جیسی کہ آج کی موجودہ زندگی ایک حقیقت ہے۔ کامیاب وہی ہے جو کل کے لیے فکر مند ہے۔ ایک ایسی علیم و خبیر ہستی کے سامنے کل اپنی زندگی کا حساب دینے کے لیے کھڑے ہوں گے اور آپ کا کیا کرایا سب سامنے ہو گا خواہ آپ نے آسمانوں کی فضاؤں میں کچھ کیا ہو یا سمندر کی تہوں میں۔[67]

مسلمان غیر شرعی طریقوں کی پیروی کر رہے ہیں اور حقوق و فرائض میں کوتاہیاں کی جا رہی ہیں۔ طرز جاہلیت کی طرح عورتوں کے حقوق زیادہ پامال کیے جا رہے ہیں خواتین کی ایک بڑی تعداد حق وراثت سے محروم رہ جاتی ہے۔ عورتوں کا حق غصب کرنا بہت سے معاشرتی بگاڑ اور برائیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ خواتین کی وراثت اور دیگر حقوق کو تب ہی تحفظ مل سکتا ہے جب معاشرہ، علماء، حکومت اور دیگر ادارے اپنے اپنے حصے کے فرائض و ذمے داریاں پوری کریں گے جس کی اس بے راہ روی کے شکار معاشرے کو اشد ضرورت ہے اس لیے خواتین کے حقوق کے تحفظ اور بحالی کے لیے درج ذیل طبقات کو اقدامات اور اپنے اپنے حصے کی ذمہ داریاں پوری کرنے کی ضرورت ہے:

---

66 - محمد یوسف اصلاحی، شعور حیات، طبع البدر پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۱۰ء، ص: ۳۳۳۔

67 - محمد یوسف اصلاحی (محولہ بالا)، ص: ۴۴۲۔

ا۔ حکومت۔ ۲۔ علماء کرام۔ ۳۔ معاشرہ۔

☆حکومت کی ذمہ داریاں واقدامات

انسان نے جب سے اپنی تہذیبی زندگی کا آغاز کیا تو انفرادی و اجتماعی معاملات کے لیے اسے ایک ادارے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ فکرِ انسانی کے ساتھ ساتھ معاشرہ بھی ارتقائی مراحل طے کرتا رہا پھر ریاست کا تصور پیدا ہوا اور لوگوں نے اپنی زندگی کو مذہب، قانون اور حدود وقیود کا پابند بنالیا۔ ریاست کے ذریعے معاشرے کی اجتماعی اقدار کا تحفظ، امن وامان اور نظم وضبط قائم رکھا جاتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمرانی سے تھوڑا سا حصہ بندوں کو دے رکھا ہے تاکہ وہ لوگوں کے رہبر ورہنما بن سکیں۔ اس عہدے پر فائز ہونے کے کچھ حقوق وفرائض ہوتے ہیں جن کا پورا کرنا عوام اور حکمرانوں کے لیے ضروری ہوتا ہے حکمرانوں کے حقوق کا ذکر اس طرح کیا گیا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ﴾[68]

اے ایمان والو خدا اور رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحبِ حکومت ہیں۔

رعایا کا یہ فرض ہے کہ وہ حکمرانوں کی اطاعت کریں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ ساتھ حکمرانوں کی اطاعت کو بھی لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کا ہر حکم بجالانا مسلمانوں پر فرض ہے۔ حکمرانوں کی اطاعت جس صورت میں جائز ہے اس کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

"تو پھر ان کی اطاعت ان امور میں واجب ہوگی جس میں وہ شریعت کے مطابق ہوں پس ایسے کاموں میں اطاعت نہیں ہوگی جو شریعت کے مخالف ہوں"[69]

اللہ تعالیٰ جسے چاہیں زمین میں حکمرانی عطا کرتے ہیں مگر ان کی اطاعت شریعت کے موافق کاموں میں ہی ہو گی۔ اگر ان کا حکم شریعت کے مطابق نہیں تو ان کی اطاعت ضروری نہیں۔

---

68 - النساء:۵۹۔

69 - شہاب الدین، سید محمود آلوسی بغدادی، روح المعانی، دار لکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۵ھ، جلد پنجم، ص:۶۶۔

قرآن کریم میں حکمرانوں کی ذمہ داریوں کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

﴿ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴾[70]

یہ ایسے لوگ ہیں اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، لوگوں کو نیکی کی تاکید کریں اور برائی سے روکیں اور تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہے۔

اس آیت کے ذریعے حکمرانوں پر نیک اعمال کرنے اور لوگوں کو ان کی ترغیب دینے کے فرائض عائد کیے گئے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حکمرانوں کو اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق میں ہر طرح کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

ارشادِ نبوی ہے:

((فَكُلُّكُم رَاعٍ وَكُلُّكُم مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِه))[71]

تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے سو اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔

حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے عمل کو یقینی بنائے اور اس حوالے سے ضروری اقدامات کرے۔ ایک رہبر اور نگہبان کی حیثیت سے اس سے اس بارے میں پوچھا جائے گا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ نبی ﷺ کے اسوۃ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے۔

☆ قانونی نظام کو عملی اور تیز رفتار بنانا:

حکومت کو چاہیے کے عملاً خواتین کے حقوق کے لیے قانون سازی اور ضروری اقدامات کرے تاکہ خواتین کو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ حقوق سے محروم نہ رکھا جائے جس میں وراثت اول نمبر پر ہے اس کے قانون وراثت کو تحفظ

---

70 - الحج:۴۱۔

71 - البخاری، محمد بن اسماعیل (محولہ بالا)، کتاب الاحکام، رقم الحدیث:۷۱۳۸۔

دینا حکومت کی ذمہ داری ہے۔خواتین کے حقوق وراثت کے سلسلے میں مردوں کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ خواتین کو ان کے حقوق سے محروم نہ رکھا جائے۔خواتین وراثتی حق کے لیے تھانہ کچہری کے معاملات سے ڈرتی ہیں کیونکہ عدالتی نظام پیچیدہ،مشکلات اور طویل وقت پر مبنی ہوتا ہے۔حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس پورے نظام کو سادہ آسان اور تیز رفتار بنائے۔ لوگ اپنے حاکموں کے دین پر ہوتے ہیں جس طرح وہ کرتے ہیں اسی طرح عوام بھی کرتی ہے اس لیے حاکم وقت کو چاہیئے کہ وہ پہلے خود حقیقی حاکم کے اصول وضوابط پر عمل کریں اور عوام کو اس کی ترغیب دیں اور قانون وراثت کے عملی نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔

☆وراثتی حقوق کے عملی نفاذ کے لیے نئے ادارے متعارف کرانا اور ان کی کارگردگی کو درست سمت کی طرف لگانا:

حکومت کو خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے این جی اوز اور انجمنیں بڑی تعداد میں بنانے کے لیے اقدامات کرنے چاہییں۔این جی اوز اور انجمنوں کی کارگردگی صرف بڑے شہروں تک محدود نہ ہو بلکہ چھوٹے شہروں، گاؤں اور دیہاتوں کی سطح پر بھی ہو تاکہ مرد وخواتین اپنے اپنے حقوق وفرائض سے واقفیت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ان پر عمل کو بھی یقینی بنائیں۔ حکومت کو این جی اوز اور انجمنوں کے لیے قابل اور بااخلاق افراد کے انتخاب کی طرف قدم اٹھانا چاہیے جو خواتین کے وراثتی حق کے حصول کے لیے رہنمائی فراہم کر سکیں۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان انجمنوں اور این جی اوز کے بعض پروپیگنڈہ کو ختم کرنے کی کوشش کرے جن کا تعلق نہ ہمارے معاشرے سے ہے اور نہ ہماری شریعت سے۔

☆قانونی مساوات کا قیام:

عدل انصاف کی کمی اور قانونی پیچیدگیوں کے باعث عموماً خواتین اپنے وراثتی حق کا مطالبہ نہیں کرتیں۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ انسانوں کے حقوق وفرائض میں توازن قائم کرے اور اس کو برقرار رکھنے کی جدوجہد میں رہے۔رضائے الٰہی کے ساتھ ساتھ حکومت کا اولین مقصد فلاح انسانیت ہونا چاہیے۔وراثتی مسئلے کے ساتھ ساتھ

تمام معاملات میں بادشاہ رعایا، امیر غریب سب کے لیے برابر قانون ہونا چاہیے۔ قانون سب کے لیے برابر نہیں ہے۔ قانونی مساوات کے ضمن میں نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((يا أَيُّهَا النَّاس إِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيفُ فِيهِمْ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا))[72]

اے لوگو! تم سے پہلے کے لوگ اس لیے گمراہ ہو گئے کہ جب ان میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے لیکن اگر کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے تھے اور اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بھی چوری کی ہوتی تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا ہاتھ ضرور کاٹ ڈالتے۔

پہلی امتیں اس لیے تباہ ہوئیں کہ وہ لوگ کمتر مجرموں کو سزا دیتے تھے اور اونچے درجے والوں کو چھوڑ دیتے تھے۔ انصاف کا تقاضہ ہے کہ امیر غریب، مرد اور عورت سب کے لیے ایک قانون ہونا چاہیے تاکہ کمزور بھی اپنا حق لے سکے اور طاقتور بھی ظلم کرتے ہوئے قانون کی پکڑ سے ڈرے۔

☆سوشل میڈیا کو حدود و قیود کے ساتھ پابند کرنا:

حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ سوشل میڈیا پر توہینِ مذاہب، غلط اور غیر تحقیقی مواد کو شریعت کی طرف منسوب کر کے شئیر کرنے پر پابندی لگائے۔ سوشل میڈیا پر اخلاقی اور مذہبی اقدار کو پامال کیا جارہا ہے۔ انسان کا سب سے بڑا قیمتی سرمایہ وقت ہے۔ ملکی حالات سے باخبر رہنے کا بہانہ بنا کر وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ لوگ وقت کی کمی کا شکار ہیں۔ حقوق و فرائض (بشمول وراثت) میں غفلت برتی جارہی ہے اور ان کو مؤخر کیا جارہا ہے۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ان ایپس کو حدود و قیود کے ساتھ پابند کرے اور وقت کو صحیح اور درست سمت میں استعمال کیا جائے۔ رسول ﷺ نے وقت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

---

72 – البخاری، محمد بن اسماعیل (محولہ بالا)، کتاب الحدود، رقم الحدیث:۶۷۸۸۔

((اغنتم خمسا قبل خمس شبابک قبل هرمک وصحتک قبل سقمکوغناءک قبل فقرکوفراغک قبل شغلک وحیاتک قبل موتک)) [73]

پانچ چیزیں پانچ سے پہلے غنیمت جانو اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اپنی صحت کو بیماری سے پہلے، اپنی تونگری کو فقر سے پہلے، فراغت کو مصروفیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے غنیمت جانو۔

☆عہدیداروں اور سربراہان کی جانچ پڑتال کرنا:

تمام انسانوں کے حقوق کے تحفظات کے لیے ضروری ہے کہ نااہل افراد کو اداروں سے دور رکھا جائے اور ان کو عہدے دینے سے گریز کیا جائے۔ نبی ﷺ نے نااہلوں کو عہدے دینے کو خیانت قرار دیا:

"جو مسلمانوں میں سے کسی کو عالم بنائے حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اس سے بہتر کتاب وسنت کو جاننے والا موجود ہے اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی"۔ [74]

عہدیداروں اور سربراہان کی جانچ پڑتال اور اہلیت کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ قابل لوگ ہی اللہ تعالیٰ کے احکامات اور انسانوں کے حقوق کا خیال رکھ سکتے ہیں۔

عملی طور پر ہماری حکومت ایک دوسرے سے اقتدار اور کرسی چھیننے کے چکر میں مصروف ہے۔ آپس میں محض ایک دوسری جماعتوں کو نیچا دکھانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ آپس میں لڑائی جھگڑوں کے بجائے معاشرے کو حقوق فراہم کرنا حکومت کی اولین ترجیح ہونی چاہیے۔ تاریخ وسیرت سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ہرگز بادشاہ نہ تھے اور نہ آپ نے کبھی حکومت کی خواہش کی اور نہ آپ نے اپنے آپ کو کبھی اس طرف متوجہ کیا۔ [75]

☆حقوق وفرائض سے آگاہی کے لیے نظام تعلیم کے لیے نئے اقدامات کرنا:

---

73 – ابو عبداللہ، محمد بن عبداللہ حاکم، المستدرک، طبع العلمیہ بیروت، جلد چہارم، رقم الحدیث: ۷۸۶۴۔

74 – البیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین، السنن الکبریٰ، دارالکتاب العلمیہ بیروت، ۲۰۰۸ء، ص: ۲۰۱۔

75 – ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، اسلام اور اصول حکومت، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ۱۹۹۵ء، ص: ۱۲۰۔

علم کسی بھی معاشرے کے لیے روح کی حیثیت رکھتا ہے۔ عقل و دانش کا انحصار علم پر ہے۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ مرد و خواتین میں وراثت کے بارے میں شعور پیدا کرنے کے لیے وراثتی علم اور تمام حقوق و فرائض کا علم شروع سے ہی تھوڑا تھوڑا کر کے نصاب میں شامل کیا جائے تا کہ حقوق دینے والے اور لینے والے اس کی اہمیت و افادیت سے واقف ہو سکیں اور کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ موجودہ معاشرے میں تعلیم کا مطلب بلکل بدل چکا ہے۔ تعلیم محض سرٹیفکیٹ اور نوکریوں کا حصول بن چکی ہے جبکہ علم کا مقصد اللہ تعالیٰ کا عرفان ہے اس کے بعد قرآن کی رو سے علم کا مقصد یہ جاننا ہے کہ کون سے اعمال و احوال اور اعتقاد ہیں جو حق تعالیٰ کو محبوب اور پسند ہیں اور وہ چیزیں کون سی ہیں جن کو وہ پسند نہیں کرتا۔[76]

اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضیات اور نامرضیات کو کھول کر بیان کیا ہے جن کی تفصیل اس طرح ہے:

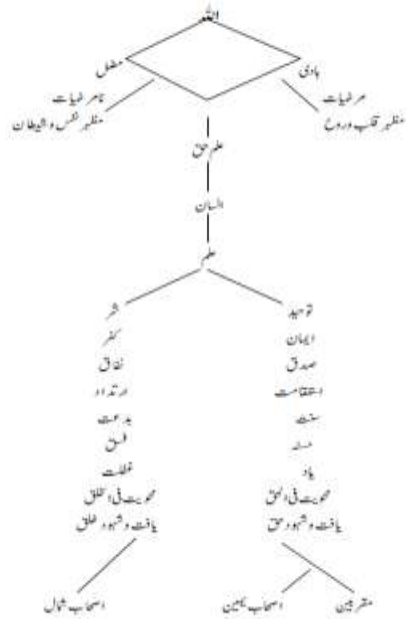

76 – ڈاکٹر میر ولی الدین، قرآن اور تعمیر سیرت، دارالکتاب ندوۃ المصنفین دہلی، ۱۹۷۸ء، ص:۱۳۳۔

جو شخص ان تفصیلات سے واقف ہو جاتا ہے وہ علم وہدایت پر عمل پیرا ہونے لگتا ہے۔ وہی کام کرتا ہے جو رب کی رضا اور خوشنودی والے ہوں اور ان چیزوں سے گریز کرتا ہے جن سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہوتا ہے۔

☆عدل وانصاف کو یقینی بنانا:

اسلام جس معاشرے کی تعمیر چاہتا ہے اس کا تصور بھی عدل کے بغیر ممکن نہیں۔ انسانوں کے درمیان وراثت کی تقسیم میں مساوات کا لازمی تقاضہ ہے کہ سب کے ساتھ عدل وانصاف ہو۔ کوئی شخص بھی ظلم وزیادتی کا ہدف نہ بننے پائے۔ اسلام نے کہا کہ یہ دنیا عدل پر قائم ہے اور انسان کی زندگی بھی عدل کی بنیاد پر درست ہو سکتی ہے۔ اسلام کے نزدیک اقتدار اور حکومت قیام عدل کا ذریعہ ہے۔ جس شخص کے ہاتھ میں ریاست کی باگ دوڑ ہے اس کی ذمہ داری دوسروں سے زیادہ ہے۔ وہ انصاف کو ہر حال میں قائم کرے گا اور ناانصافی سے اس کا دامن پاک ہو گا۔ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ اپنے وسائل کو قیام عدل کے لیے استعمال کرے۔[77]

اسلام نے عدل وانصاف پر مبنی قانون ہی نہیں دیا بلکہ اس کی برتری بھی قائم کی۔ عدل وانصاف اگر صحیح معنوں میں نافذ ہو تو حق تلفی، ظلم وزیادتی کی بیخ کنی ہو سکتی ہے۔ چھوٹے، بڑے، امیر، غریب، مرد وعورت کا امتیاز ختم ہو سکتا ہے۔ حقوق کے استحصال سے پاک معاشرہ وجود میں لایا جا سکتا ہے۔

☆علماء کرام کی ذمہ داریاں واقدامات

عالم وہ ہے جو عرفان حق اور خوف خدا رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے لیے ہی عمل کرتا ہے۔ اس کے علم اور مجاہدہ کا مقصود اللہ تعالیٰ ہی کی رضا اور محبت ہوتی ہے۔ اس کا مطلوب ومحبوب صرف حق تعالیٰ ہی ہوتے ہیں۔[78]

---

77 – سید جلال الدین عمری، اسلام انسانی حقوق کا پاسبان، دارالکتاب اسلامی پبلشرز دہلی، ۲۰۰۸ء، ص:۹۹۔ ڈاکٹر میر ولی الدین (محولہ بالا)، ص:۱۳۶۔

78 – حضرت مولانا سعید ابوالحسن علی ندوی، علماء کا مقام اور ان کی ذمہ داریاں، دارالکتاب سید احمد شہید اکیڈمی یوپی، ۲۰۱۲ء، ص:۵۹۔

علماء کی اخلاقی، روحانی و باطنی، علمی و ذہنی استقامت دین کے بقاء، تسلسل اور دین کے وقار و اعتماد کے باقی رہنے کے لیے ضروری ہے۔ عصر حاضر میں انہوں نے اخلاقی بلندی، شعور اور خدا پرستی کا ثبوت نہ دیا تو سخت خطرہ ہے۔ ایسے نازک وقت میں اگر کوئی اندھیروں اور زوال سے فوری بچا سکتا ہے تو وہ یہ بلند و بالا شخصیتیں ہیں۔ دین کو زندہ اشخاص کی ضرورت ہے۔[79]

علماء کرام کو معاشرے میں عزت و مقام حاصل ہوتا ہے۔ خواتین کے وراثتی حقوق کے ضمن میں علماء کرام اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ علماء دین کا سب سے بڑا ہتھیار ان کا قلم اور بیان ہے جس کی طاقت سے وہ حکومت کی توجہ ان مظلوموں کی حمایت کی طرف مبذول کروا سکتے ہیں کیونکہ ان کا مقصد زندگی اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت اور کامل اطاعت جو تنہا اللہ تعالیٰ کا حق ہے اس کو اپنی ذات میں لانا اور دوسروں میں اس کے لیے جدوجہد کرنا ہے۔[80]

ارشاد نبوی ہے:

((العلماء وورثة الانبياء))[81]

علمائے حق انبیاء علیہ السلام کے وارث و جانشین ہیں۔

وراثت کی تقسیم میں کوتاہی کا سب سے بڑا سبب دولت کی محبت، نفس پرستی اور مادیت ہے۔ ایسے میں علوم دینیہ کا لوگوں تک پہنچانا علماء کی ذمہ داری ہے اور اس کام میں انتہائی صبر و تحمل، استقلال و استقامت اور حلم و بردباری کا مظاہرہ کریں۔ اس طریقے کی ادائیگی میں کوئی نامناسب کلمہ زبان سے نہ نکالیں بلکہ شفقت اور پیار و محبت سے سمجھائیں۔ وراثتی حقوق کا حل یہی ہے کہ علمائے دین مسلکی اور گروہی اختلافات کو ختم کر کے اس ظلم و ستم کے خلاف آواز بلند کریں۔ عصر حاضر میں بھی علمائے کرام کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے سے غلط رسم و رواج کے خاتمے اور غلط ذہن سازی کا خاتمہ کریں تاکہ مردوں کی طرح خواتین کو بھی وراثت میں ان کا حق مل سکے۔ علماء کرام پر وراثتی معاملات کی ایک بڑی ذمہ داری یہ عائد ہوتی ہے کہ وراثتی حقوق سے متعلق لٹریچر شائع کر کے لوگوں میں

---

79 – مولانا عبداللہ رضا محدث روپڑی، حکومت اور علماء ربانی مکتبہ نذیریہ لاہور، ص:۱۵۔

80 – محمد بن عیسیٰ ترمذی (محولہ بالا)، رقم الحدیث:۲۶۸۲۔

81 – ڈاکٹر محمد بن ہادی بن علی المدخل، اتباع سنت اور علماء امت، پبلیکیشنز جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ بھیونڈی، ۲۰۱۷ء، ص:۸۱۔

بانٹے جائیں۔جمعہ کے خطبات میں خواتین کے وراثتی حقوق کا لوگوں میں شعور پیدا کریں۔ وراثت کے مسائل کو آسان اور سادہ کر کے بیان کریں اور اپنی تقریروں، نصیحتوں اور جلوسوں وغیرہ کا رخ نماز روزہ کے ساتھ ساتھ خواتین کے وراثتی حقوق کی طرف بھی کریں۔ مختلف پلیٹ فارمز کا استعمال کر کے عوام میں حقوق و فرائض سے متعلق آگاہی پیدا کریں۔اس کام کے لیے حکومت کے ذمہ داری ہے کہ وہ علمائے کرام کو سہولتیں فراہم کرے اور ان کو اس بات کا پابند کرے کہ ہر چھوٹے بڑے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں اسلامی تعلیمات کا پرچار کریں، ان میں صحیح اسلام کی روح پھونک دیں اور باطل عقائد، مبتدعانہ رسوم اور غلط عادات کو دور کریں تاکہ تمام شکوک و شبہات دور ہو جائیں۔علامہ ابن قیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ذهاب الاسلام على يدى اربعةاصناف صنف لا يعلمون بما يعملون وصنف يعملون بما لا يعلمون وصنف لا يعلمون ما يعملون وصنف يتنعون الناس من التعلم والتعليم۔[82]

اسلام چار قسم کے لوگوں کے ہاتھ ضائع ہو گا۔ایک وہ لوگ جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتے، دوسرے وہ لوگ جو ایسی چیزوں پر عمل کرتے ہیں جن کا انہیں علم نہیں، تیسرے وہ لوگ جو علم و عمل دونوں سے عاری ہیں اور چوتھے وہ جو لوگوں کو علم سیکھنے سکھانے سے روکتے ہیں۔

☆معاشرے کی ذمہ داریاں واقدامات

دین سے دوری کی وجہ پر اگر غور کیا جائے تو یہ بات بلکل صاف نظر آتی ہے کہ اس کی ذمہ داری صرف ہماری اپنی غفلت اور دینی بے حسی پر عائد ہوتی ہے۔ورنہ ظاہر ہے کہ اسلام آج بھی وہی ہے جو نبی ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں تھا۔اس کی فطرت میں کوئی تغیر نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔البتہ ہم بدل گئے ہیں ہماری زندگی بدل گئی ہے ۔ہمارے جذبات واحساسات بدل گئے ہیں اور یہ سب تنزل اسی کا نتیجہ ہیں۔اگر معاشرہ اس ذوق آگاہی سے محروم رہے اور محض انجمنوں، این جی اوز، علماء اور حکومت پر ہی کام چھوڑا جائے تو ہم وراثت اور دیگر حقوق و فرائض کی

82 – سید ابوالاعلیٰ مودودی، دعوت دین کی ذمہ داری، ص:۱۶۔

ادائیگی میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ تمام معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ اپنے ارد گرد تمام مسلمانوں میں اسلامی تعلیمات کی اشاعت کریں۔ آپس میں اتحاد پیدا کر کے علمائے دین کا احترام کرتے ہوئے ان کی بات سنی جائے۔

☆مردوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی بہن بیٹیوں ،ماؤں اور بیویوں کے حقوق کو تحفظ بخشیں۔ خواتین کو ان کا وراثتی حق دے کر احکامات خداوندی کی تعمیل کریں تا کہ خواتین کو بھی وراثت سے محرومی کی صورت میں مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ مردوں کو چاہیے کہ وراثتی معاملات میں خواتین پر کسی قسم کے دباؤ اور ناراضگی کا اظہار نہ کریں اور ان کا حق خوش دلی سے ادا کریں۔ مرد کی حیثیت تو خاندان میں قوام کی ہے یعنی وہ خاندان کا حاکم اور محافظ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مردوں کی حکمرانی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ))[83]

مرد اپنے بیوی بچوں پر حکمران ہے اور اپنی رعیت مَیں اپنے عمل پر وہ خدا کے سامنے جوابدہ ہے۔

مردوں سے اپنی رعیت کے حقوق کے متعلق پوچھا جائے گا۔ انہیں چاہیے کہ وہ اپنے بچوں، عورتوں اور ماتحت افراد کی حق تلفی نہ کریں۔ ان کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے مساوات اور عدل و انصاف کا مظاہرہ کریں۔

☆ قانون کی رو سے خواتین کو ان کے جائز اور شرعی حق سے کسی صورت محروم نہیں کیا جا سکتا۔ خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر شعور پیدا کریں، قرآن و سنت پر عمل کریں اور معاملہ فہمی کے ساتھ اپنا وراثتی حق طلب کریں وراثتی حق سے دستبردار ہونے کے لیے وہ پرانی عورتوں اور رسم ورواج کی پیروی نہ کریں۔

☆والدین کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اولاد کی تربیت بغیر کسی تفریق کے کریں۔ ان کی زندگی کو خالص اسلامی زندگی کے قالب میں ڈال دیں۔ ان میں ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کی اہمیت پیدا کریں۔ بہترین اخلاقی تربیت کر کے ان میں کسی قسم کا لالچ اور حرص نہ پیدا ہونے دیں اور لڑکوں کی تربیت اس طرح کریں کہ وہ

---

83 - البخاری، محمد بن اسماعیل (محولہ بالا)، کتاب الاحکام، رقم الحدیث:۷۱۳۸۔

خواتین کی حق تلفی نہ کر پائیں اور لڑکیوں کی تربیت میں بھی ان باتوں کا خیال رکھا جائے تاکہ وہ احسن طریقے سے اپنی زندگی گزار سکیں۔

☆ہمارا معاشرہ مغربی تہذیب و ثقافت کو اپنی ثقافت سمجھنے لگا ہے اور مغربی منصوبہ بندی کے تحت اس قدر وقت کی قلت کا شکار ہے کہ دن بدن اسلام سے دور ہوتا جارہا ہے۔ میڈیا کے ذریعے ہندوستانی ڈراموں میں دکھنے والے نت نئے رسم ورواج ہماری تہذیب میں سمونے لگے ہیں۔ ہمارے معاشرے کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی تہذیب و تمدن کو اپنایا جائے۔ میڈیا کو غلط نشرواشاعت کے بجائے صحیح معنوں میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ اگر میڈیا کے ذریعے خواتین کی وراثت کا شعور دلایا جائے تو یقیناً اس سے معاشرے پر مثبت اثرات ہوں گے۔

خلاصہ کلام

اسلام سے پہلے عرب میں خواتین کو وراثت سے بلکل محروم رکھا جاتا تھا اور عورت کو طرز جاہلیت کی طرح مختلف تہذیبوں اور مذاہب میں فساد اور مکاریوں کا مجسمہ، جہنم کا دروازہ اور بدی کا منبع تصور کیا گیا۔ اس کے تمام حقوق غصب کیے گئے مگر اسلام نے عورت کو قابل احترام قرار دیا اور اس سے حسن سلوک پر اجر وثواب کا مستحق قرار دیا۔ جہاں جہاں عورت کے ساتھ ظلم وستم اور اس کے حقوق کی پامالی ہو اسلام اس کے سنگین نتائج سے بھی آگاہ کرتا ہے۔

اسلام نے عورت کو ہر حیثیت میں چاہے وہ ماں ہو، یا بہن بیٹی ہو یا رفیقہ حیات انتہائی تکریم واعزاز کا مستحق گردانا ہے اور اس کو دیگر تمام حقوق کے ساتھ ساتھ مردوں کی طرح وراثت میں بھی حق دار ٹھہرایا۔ اسلامی تعلیمات اور پاکستانی قانون میں خواتین کے وراثتی حق کے باوجود ہمارے معاشرے میں خواتین کو بے بنیاد وجوہات کی بنیاد پر وراثتی حق سے محروم کر دیا جاتا ہے اور ان وجوہات کے خواتین کی معاشرتی و معاشی زندگی پر بہت برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ سروے کے ذریعے سامنے آنے والی وجوہات کی شرعی حیثیت کو سامنے لایا گیا جس کے مطابق ان وجوہات کا تعلق محض رسم ورواج اور خود ساختہ معاشرتی اقدار سے ہے۔ اپنی اولاد کا بھلا سوچ کر بہنوں کا حق دبالیا جاتا ہے کہ بچوں کے کام آجائے گا۔ ان لالچ پر مبنی وجوہات کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا کیونکہ انسان کی لالچ کبھی ختم نہیں ہوتی حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابن آدم کو دو وادیاں سونے کی بھر کر دے دی جائیں وہ پھر بھی کہے گا اے کاش مجھے تیسری وادی بھی دے دی جاتی اس لیے ان وجوہات کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا کیونکہ

وراثت کے احکامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے اٹل ہیں۔ ان میں فیصلہ سازی اور کمی بیشی کا اختیار کسی انسان کو حاصل نہیں مگر اللہ رب العزت کے تاکیدی حکم کے باوجود اس میں محض غفلت ولاپرواہی برتی جاتی ہے جو مادیت، مذہب سے دوری اور دولت کی لالچ کا نتیجہ ہے۔ خواتین کو وراثت سے محروم کر کے اللہ تعالیٰ کی کھلم کھلا نافرمانی کے ساتھ ساتھ ان کی ترقی و بقاہ کا دروازہ بھی بند کیا جاتا ہے کیونکہ مال وجائیداد اللہ تعالیٰ کی نظر میں انسانی زندگی کے قیام کا ذریعہ ہے۔

اس ضمن میں معاشرے میں رہتے ہوئے ہر فرد پر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کہ وہ ان رسم ورواج اور خود ساختہ معاشرتی اقدار کو توڑنے میں بھرپور کردار ادا کریں جو کہ خواتین کی وراثت کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ حکومت ،عدلیہ، معاشرہ اور علماء کو اس حوالے سے ایک دوسرے پر انحصار کرنے کے بجائے متحد ہو کر تیز رفتار نظام اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بروئے کار لاتے ہوئے اس فرض کی ادائیگی کے لیے کوشش کرنی ہو گی۔ جب تک سب ادارے، علمائے کرام اور معاشرہ وغیرہ اپنا اپنا حصہ نہیں ڈالیں گے اور اپنی اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کریں گے اس وقت تک ہم اس مسلے سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ سب اپنی اور اپنے نظام کی خامیوں کو محسوس کر کے ان کی اصلاح کی طرف قدم بڑھائیں تا کہ ہر خاندان ترقی وبقاہ سے ہمکنار ہو سکے۔